گایئن

از

حضرت عنایت خاں

گاین

از

حضرت عنایت خاں

ناشر

ایسٹ ویسٹ پبلیکیشن فنڈ ہالینڈ

تعارف

حضرت عنایت خاں کی ولادت ۵ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوئی۔ ان کی پیدائش ان کے نانا اور مشہور موسیقار مولا بخش کے مکان پر ہوئی۔ بہت کم عمری ہی میں حضرت عنایت خاں ایک موسیقار بن گئے، وینا بجانے اور گیت گانے میں انہوں نے اپنا مقام بنا لیا۔ لیکن حضرت عنایت خاں آج ایک موسیقار کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک صوفی کی حیثیت سے یاد کیے جاتے ہیں۔

حیدر آباد کے دورے کے درمیان جب وہ نظام کے دربار میں اپنا لوہا منوا رہے تھے ان کی ملاقات ایک بزرگ حضرت ابو حسن مدنی سے ہوئی، حضرت ابو حسن مدنی نے ان کو بیعت کر کے چشتیہ صوفیہ سلسلہ میں داخل کر لیا۔ حضرت عنایت خاں ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۷ء تک اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضرت مدنی نے انتقال سے قبل حضرت عنایت خاں سے کہا "میرے فرزند۔ مغرب جاؤ اور اپنے روحانی ساز کے جادو سے مشرق اور مغرب کے لوگوں کے درمیان تعلق پیدا کرو

© 1981
ایسٹ ویسٹ پبلیکیشن فنڈ

پوسٹ بکس ۸۵۶۱۷
دی ہیگ — ہالینڈ
نئی دہلی آفس - بی - ۱۲ - نظام الدین ویسٹ
نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

مطبوعہ:—
(جمال پریس جامع مسجد دہلی)

الاپ

ہماری ایک جھلک جب انسان میں پیدا ہو جائے، زمین و آسمان کو جب انسان میں دیکھا جائے تو پھر دنیا کی کونسی شے ہے جو انسان میں نظر نہ آئے، انسان ہی میں بہت کچھ ہے۔ بشرطیکہ اس میں تجسّس پیدا ہو۔

اگر تم ہماری تلاش میں آگے بڑھو گے تو ہم بھی تمھیں لینے کے لیے تمھاری طرف آئیں گے۔

جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ہمیں دے دو، اور ہم تمھیں وہ سب کچھ دیں گے جو ہمارے پاس ہے۔

ہم نے مرد میں اپنی جھلک دکھائی اور عورت کے روپ میں اسے مکمل کیا ہے۔

ہم نے اپنی فطرت کا اظہار مرد کی ذات سے کیا ہے اور اپنے جمال کا اظہار عورت کے حسن سے۔

خدا ہر سوال کا جواب ہے۔

خدا کو حق سمجھو، اور خدا تمھیں حقیقت بتا دے گا۔

خدا نے انسان کو بنایا اور انسان سے نیکی اور بدی پیدا ہوئیں۔

اپنے اس فن کے ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت کیا ہے بیرونِ ملک میں پیغام تصوّف کو پھیلا دو۔"

۱۹۱۰ء میں حضرت عنایت خاں اپنے بھائیوں کے ہمراہ امریکہ چلے گئے۔ اس کے بعد وہ یورپ بھی گئے، تصوف اور موسیقی پر مسلسل تیرہ سال تقاریر کرنے پر مریدوں کا بہت چھوٹا سا حلقہ جو مختلف مقامات پر رہتا تھا وجود میں آیا۔ اس طرح انھیں صوفی تحریک مل گئی۔

۱۹۲۶ء کے آخر میں حضرت عنایت خاں اپنے محبوب وطن ہندوستان واپس آگئے یہیں ۲ر شعبان مطابق ۵ر فروری ۱۹۲۷ء کو انکا انتقال ہوگیا۔ ان کا مقام ابدی درگاہ شریف حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے قریب واقع ہے آج کل درگاہ حضرت عنایت خاں بیرون ملک کے معتقدین کے لئے ایک زیارت گاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی جنگِ عظیم کے دوران حضرت عنایت خاں نے گاین کے نام سے اپنے اقوال، مضمون اور دعاؤں کا مجموعہ سپردِ قلم کیا۔ ان دنوں وہ اپنے خاندان کے ہمراہ لندن میں مقیم تھے۔

پہلی دفعہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ناشر

النکار

اے میری بے نیازی۔ میری رفیق جان، مجھے افسوس ہے کہ مجھے ہمیشہ تیرے برعکس کام کرنا پڑتا ہے

اے میری حیا! تو میرے اظہار پر ایک نقاب ہے۔

اے میری عاجزی! تم ہی میرے ناز کی روح ہو۔

اے نفس! رند و زاہد دونوں تیرے جام سے پیتے ہیں۔

اے نفس! کرہ ارض پر تو شراب کا چشمہ ہے۔ جہاں شاہ آسمان مے نوشی کے لیے آتا ہے۔

اے طاؤس! کیا تیرا تکبر ہی تیرے رقص کی وجہ نہیں؟

اے میرے برہنہ پا! رہ حیات پر سبک خرامی سے گامزن رہ، کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ کے کانٹے بھی پامالی کی شکایت کر بیٹھیں۔

اے میرے نصب العین! بسا اوقات مجھے یہ خیال گزرتا ہے کہ جیسے ہم جھولا جھولی کھیل رہے ہوں، جب میں اونچا اٹھتا ہوں تو تو میرے قدموں کے نیچے چلا جاتا ہے اور جب میں نیچے ہو جاتا ہوں تو تو میرے سر سے اوپر اٹھ جاتا ہے۔

اگر وہ قادر مطلق چاہے تو اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تمہاری ڈھال کو ایک زہریلی تلوار سے اور خود تمہارے اپنے ہاتھ کو تمہارے مخالف کے ہاتھ سے بدل دے۔

دے دو جو کچھ تمہارے پاس ہے اور لے لو جو کچھ تمہیں دیا جائے۔

تمہارے عزیز و اقارب ہی تمہارے بڑے دشمن ہیں، مگر ان سے بھی بڑا دشمن خود تمہارا اپنا نفس ہے۔

تم خواہ کوئی راستہ اختیار کرو صحیح یا غلط مگر یاد رکھو اس راستے پر تمہاری مدد کے لیے تمہاری پشت پر ایک مضبوط ہاتھ ہے۔

اے پیغامبر امن، دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش سے پہلے اپنے آپ میں امن پیدا کر۔

اے انسان تو زندگی کا مالک ہے، یہاں بھی اور عاقبت میں بھی۔

فضا سے ایک روشنی پیدا ہوئی، جس نے تمام عالم کو منور کر دیا۔

اگر کوئی آدمی تمہارا قرض ادا نہیں کرتا ہے تو صبر سے کام لو، تم نے جو کچھ دیا ہے ایک دن تمہیں اس سے کہیں زیادہ ملے گا۔

مدد کے لیے خدا پر بھروسہ رکھو، اور دیکھو کہ اس کا دستِ غیب کس طرح کام کرتا ہے۔

سب کے لیے شائستہ اور شفیق ہو جا۔

اے میری خود مختاری! تیرے لیے میں نے کتنی ہی قربانیاں دی ہیں۔
پھر بھی تو کسی طرح مطمئن نہیں ہے۔

اے میرے اعتماد سادہ لوح! تو نے کتنی ہی بار مجھے مایوس کیا ہے۔
پھر بھی میں آنکھ بند کیے ہوئے تیری پیروی کرتا ہوں۔

"اے میرے مزاج! تم کیا ہو؟" "ہم وہ لہریں ہیں جو تیرے دل میں اٹھتی ہیں"

اے میرے جذبات! تم کہاں سے آتے ہو؟ "ہمیشہ بہنے والے تیرے چشمۂ دل سے"

اے میرے تخیل! تم کیا ہو؟" وہ آبجو ہوں جو تیرے چشمۂ خیال کی آبیاری کرتی ہے۔

اے میری خود کفالت! تو مجھے غریب بناتی ہے مگر ساتھ ہی امیر بھی

اے میرے عزیز نصب العین! جب میں زمین پر تجھے ڈھونڈ رہا تھا تو کیا تو آسمان کی بلندیوں سے مجھ پر نہیں ہنس رہا تھا؟

اے میرے حسّاس دل! اکثر اوقات میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش تو پتھر کا بنا ہوتا۔

اے میری حدود ذات! میری روح کی آنکھ میں تم مثلِ ذرّہ ہو۔

اے دولت! تو ایک نعمت بھی ہے اور ساتھ ہی ایک لعنت بھی تو دوستوں کو دشمنوں میں اور دشمنوں کو دوستوں میں تبدیل کر دیتی ہے تو زندگی سے فکر و تردّد اور اضطراب دور کرتی ہے اور تو انھیں پیدا بھی کرتی ہے۔

لہریں! ہم سمندر کی اپسرائیں ہیں۔ ہم ہوا کی موسیقی پر رقص کرتی ہیں۔ دنیا کے خزانے کی تلاش ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اندر کی ایک نظر عنایت ہی ہمارا انعام ہے۔

اے وقت! میں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا لیکن میں نے تیرے قدموں کی چاپ سنی ہے۔

اے وقت! میرے غمگین لمحات میں تو رینگتا رہتا ہے۔ میرے خوشی کے لمحات میں تو دوڑتا ہے اور صبر آزما انتظار میں تو رک جاتا ہے۔

اے وقت! تو ایک سمندر ہے اور زندگی کی حرکت تیری ایک لہر ہے۔

اے آسمان! تو ایک سمندر ہے جس پر میرے تخیّل کا سفینہ تیرتا ہے۔

اے میرے نفس پاسدار! کسی پر لعن طعن نہ کر کسی کے خلاف بغض و کینہ نہ رکھ، کسی کے خلاف عناد نہ رکھ، دانشمند رواداراور پاسدار بن جا۔

درحقیقت وہ قانون سے بالاتر ہوتی ہے۔

جو اپنے نصب العین کے مطابق زندگی بسر کر سکتا ہے وہی شاہِ زندگی ہے۔

وہ خدا جو انسان کے لیے قابلِ فہم ہوتا ہے، انسان کا اس کا اپنا بنایا ہوا ہے، لیکن جو اس کی عقل سے پرے ہے، وہ حقیقت ہے۔

انسان، حقیقت سے جتنا قریب پہنچتا ہے، اتنا ہی وہ وحدت سے نزدیک تر ہوتا ہے۔

اس دنیا میں گزر بسر کرنے کا طریقہ سیکھنے کے لیے زندگی بھر کا زمانہ بھی کافی نہیں۔

انسان عجائبات کا متلاشی ہے کاش کہ وہ اتنا ہی سمجھے کہ انسان کا دل کس قدر حیرت انگیز ہوتا ہے۔

بہت سی برائیاں امارت کی پیداوار ہیں لیکن ان سے بھی کہیں زیادہ مفلسی کی پروردہ ہیں۔

رنجیدہ لوگوں کے ساتھ آنسو نہ بہایئے بلکہ ان کو تسلّی دیجیے، ورنہ آپ کے آنسوؤں سے ان کے غم کے پودے کی آبیاری ہوگی۔

مباحثے کے انداز کو دلیل سے تقویت پہنچتی ہے

اصلاح کی گنجائش ہر زمانے میں ہوتی ہے۔

انسان جب حتمی حقیقت کے قریب پہنچتا ہے تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو خود اس کی اپنی ذات میں نہ ہو۔

عقل حقیقت کا سراب ہے

کسی کم ظرف کی حمایت سے بہتر موت ہے۔

بول

جنّت اور دوزخ، خوش گوار ناخوشگوار خیالات کے مادّی مظہر ہیں۔

عمر بھر کے تمام کار خیر واحد گناہ سے پیدا ہونے والے سیلاب میں۔ عین ممکن ہے کہ بہہ جائیں۔

قوتِ ارادی کے بغیر ایک عالم ایسا ہی ہے جیسا کہ جسم کے بغیر سر ہو۔

وہ سب کچھ جس کا کوئی شخص متحمل ہوتا ہے، محفوظ ہو جاتا ہے اور وہ سب کچھ جو کوئی شخص چھوڑ دیتا ہے، بکھر جاتا ہے۔

پاک ضمیر سے انسان کو شیر کی سی طاقت عطا ہوتی ہے۔ اور ایک قصوروار ضمیر شیر دل کو بھی خرگوش بنا دیتا ہے۔

زندگی کے دوران بنائی جانے والی واحد شئے انسان کی اس کی اپنی فطرت ہے۔

صادق ہو یا کاذب، کیونکہ بیک وقت تم دونوں نہیں ہو سکتے۔

صداقت ایک مقدس الٰہیاتی ورثہ ہے جو کہ انسان کے دل کی گہرائیوں میں چھپا رہتا ہے۔

روح عالیہ محض اوروں کی خاطر قانون کا پاس کرتی ہے۔

ہر انسانی شخصیت ایک راگ کی مانند ہے، جس کے اپنے سر تال ہوتے ہیں۔

انسان کو اپنی غلطی پر نادم ہونا چاہیے نہ کہ اپنی غلطی دوسروں کے سر پر رکھ دے۔

ایک نرم دل گنہگار بہتر ہے اس درویش سے جو تقویٰ سے سخت بن گیا ہو۔

غلطی پر غالب آنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان پہلے اپنے قصور کا اقرار کرے۔ اور پھر اس کو دہرانے سے احتراز کرے۔

انسانی دل وہ صدف ہے جس میں خلوص کا موتی پایا جاتا ہے۔

چٹانیں بھی عاشق کا راستہ کھول دیتی ہیں

انسان اپنے مطلب کے موافق جواز تلاش کرتا ہے۔

یکسوئی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

مجازی محبت ترقی کرتے کرتے حقیقی محبت کی معراج کو پہنچتی ہے۔

جب انسان احساسِ فرض سے بھی اونچا ہو جاتا ہے تو فرض اس کی مسرت بن جاتا ہے۔

ظاہری زندگی، باطنی حقیقت کے سایہ کے سوا کچھ نہیں۔

اعتماد کی قوت ہی ہر کامیابی کا راز ہے۔

جو اپنی جفاؤں سے نیکیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں، اندھیرے میں مزید بھٹکتے رہتے ہیں۔

جب رشک بڑھ کر حسد بن جاتا ہے تو دل کی نرمی تلخی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

شیطان کو جگانے کے بجائے لوری دے کے سلا دو۔

حرکت زندگی ہے، جمود موت ہے۔

اس دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جس پر حتمی طور پر گناہ یا ثواب کی مہر لگا دی جائے۔ دراصل کسی فعل کے تعلق سے شخص متعلقہ کی نسبت ہی گناہ یا ثواب کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

حقیقت اپنا ثبوت آپ ہے۔

تم حقیقت میں جو نہیں ہو، اسے ثابت کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

عیش و عشرت الہام کے رستے کو روک دیتے ہیں جبکہ درد و غم اس راستے کو کھول دیتے ہیں۔

ایک تلخ زبان کی چبھن نیزے کی نوک سے بھی زیادہ گہری ہوتی ہے اور تلخ الفاظ کی کاٹ تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔

اس سے پہلے کہ انسان کو کسی مطلوبہ کردار میں ڈھالا جائے دھات کی طرح دل کو پگھلانا چاہیے۔

صوفی، آخرت کا انتظار نہیں کرتا بلکہ ابھی سے ترقی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

طاقت، محکومیت کا مطالبہ کرتی ہے، اگر آپ طاقت پر فتح نہیں پا سکتے تو اسے اطاعت سے جیت لو۔

محبت کا فوارّہ کسی ایک شخص کی محبت میں پھوٹتا ہے مگر عالمگیر محبت میں پھیل کر بکھر جاتا ہے

وہ جو دوسروں کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے، اپنے لیے ہر طرف جگہ پاتا ہے

ایک پاک طریقہ جس میں اخلاص ہو۔ خوشگوار زندگی بناتا ہے،

انتقام کی خواہش ایسی ہے جیسے کہ زہر کی آرزو۔

حقیقی بزرگ ہستیاں محبت کا دریا بن جاتی ہیں۔

خدا سچے شاعر کا مرکزی خیال اور پیغمبروں کی بنائی ہوئی تصویر ہے

وہ شخص جس کی محبت کا جواب، ہمیشہ محبت سے ملا ہو، محبت کے حقیقی جذبے سے واقف نہیں ہوتا۔

سچا اعتقاد معقولیت سے بے نیاز ہوتا ہے۔

دانش، افق کے مانند ہوتی ہے، ہم جس قدر اس کے قریب ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی وہ دور ہوتی جاتی ہے۔

روح جب خدا کی ہمساز ہو جاتی ہے تو ہر ادا موسیقی بن جاتی ہے

ناامیدی کا احساس انسان کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور اس کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

بے غرض زندگی میں خود غرض انسان سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ چونکہ خود غرض انسان کا فائدہ آخر میں نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

خلوص، انسان کے دل میں ایک ایسی کلی کے مانند ہوتا ہے، جس میں روح کی پختگی کے ساتھ شگفتگی پیدا ہوتی رہتی ہے۔

کامیابیاں اہل ایمان کا حصہ ہیں۔ ایمان کے لیے کامیابی یقینی ہے۔

کسی بھی شخص کو زندگی میں وہ تجربہ میسر نہیں ہو سکتا جو اس کا مقدّر نہ ہو۔

یہ ممکن نہیں کہ ہمیشہ ستائش ہی ستائش ہوتی رہے اور کسی وقت

دنیوی نقصان اکثر روحانی فائدے سے بدل جاتا ہے۔

صبر و تحمل ترقّی کی علامت ہیں۔

تصوّر، وسیلہ ہیں، جن کا توڑنا ہی منزل ہے۔

بہت سے لوگ محسوس کرتے ہیں، چند ایک سوچتے ہیں اور ان سے بھی کم اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

قربانی کی قدر رضا میں ہے۔

کوئی چیز اس آدمی سے مسرّت نہیں چھین سکتی جس کی فہم درست ہو۔

خدا سے مت ڈرو، لیکن اس کی خوشنودی اور خفگی کا خیال رکھو۔

استحسان محبت کا نتیجہ ہے۔

وہ شخص جو کہ دوسروں کے لیے پہیلی ہے وہ خود اپنے لیے بھی ایک معمّہ ہے۔

کنجوس جب کوئی سخاوت کرتا ہے تو اس کا نقارہ پیٹتا ہے۔

مخلص انسان میں ایک ایسی خوشبو ہوتی ہے جس کو ایک مخلص دل ہی محسوس کرتا ہے۔

اگر آپ اپنے خیالات کو قابو میں رکھنے کے قابل نہ ہوں تو آپ انھیں تھامے نہیں رکھ سکتے۔

رغبت انسان کو منزل مقصود کے سفر کے لیے آمادہ کرتی ہے۔

عقیدہ قدر، تمام تر حقیقت نہیں بلکہ حقیقت کا صرف ایک رُخ ہے

اپنی خوبی کو علیحدہ رکھو تاکہ یہ آپ کے نفس پر اثر انداز نہ ہو۔

جب کوئی انسان آپ کے قرض سے انکار کر دیتا ہے تو یہ خدا حساب میں لکھ لیا جاتا ہے۔

زندگی میں ہر صورت حال، کھرے کھوٹے کو پرکھنے کا ایک امتحان ہوتی ہے۔

ایک حقیقی متلاشی، تلاش و جستجو کے راستے میں کبھی نہیں رکتا یا تو وہ اپنی منزل پا لیتا ہے یا پھر خود کو پوری طرح کھو دیتا ہے۔

مہمانوں کی تسکین و تشفّی کا سامان اچھا کھانا نہیں ہے بلکہ آپ کا مخلصانہ و ہمدردانہ رویّہ ہے۔

عقبیٰ ایک دوسرے جہان میں اسی زندگی کا تسلسل ہے

ایسا انسان جو خطرات مول لینے کی ہمت نہیں رکھتا، زندگی میں کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

خود نمائی سے نہ صرف بندہ بلکہ خدا بھی ناخوش ہوتا ہے۔

ایسے لوگ جو خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہیں رہنمائی کے لیے ہر قدم پر خدا کی طرف دیکھتے ہیں۔

انسان عرفانِ ذات سے خدا کو نہیں پہچانتا بلکہ عرفانِ خدا سے خود کو پہچانتا ہے۔

اگر آپ صوفیوں کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں تو پہلے معاف کرنا سیکھیے۔

اپنے الفاظ کو مختصر کیجیے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان میں اثر پیدا ہو۔

پھول جس طرح پھل کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے، اسی طرح انسان کا بچپن اس کی زندگی کا پتہ دیتا ہے۔

باغبان پھولوں کی کیاریوں میں گلاب لگاتا ہے اور باڑ اور

ملامت نہ ہو، ستائش اور ملامت ساتھ ساتھ ہی چلتی ہیں۔

غیر موافق ماحول میں رہنا قبر میں رہنے سے بدتر ہے۔

سائنس باطنی دانش کا ماحصل اور عقلیت اس کی اساس ہے۔

صداقت ہی کامیابی ہے اور حقیقی کامیابی صداقت ہے۔

تمام خوشیوں کی کلید خدا کی محبت ہے۔

کسی دوسرے پر اس کی بے عقلی کا الزام عائد کرتے ہوئے گویا اس کی غلطی کو آپ مزید مضبوط بناتے ہیں۔

موت ایک محصول ہے جو نام اور صورت پانے کے عوض ادا کرنا پڑتا ہے۔

خدائی عدل کو جاننے کی کوشش کرنے سے پہلے انسان کو خود عادل ہونا چاہیے۔

روح اصلاً جس کی ہوتی ہے آخر میں اسکے پاس لوٹ جاتی ہے۔

خدائی کاملیت کا عرفان حاصل کرنے کے لیے انسان کو اپنا نفسِ غیر کامل ترک کرنا پڑتا ہے۔

جب مرید کی پکار فریاد کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو مرشد دادخواہی کے لیے نمودار ہوتے ہیں۔

فطری زندگی بسر کرنا رہن سہن کا بہترین طریقہ ہے۔

اپنی غلط کاریوں کا جواز ڈھونڈنے کے لیے دوسروں کی غلطیوں کی مثال نہ لو۔

ایسے لوگ جن کے ساتھ نباہ کرنا مشکل ہوتا ہے وہ اپنے آپ کے لیے بھی دشوار ہوتے ہیں۔

بے آہنگی کا راستہ اختیار کرنا اژدہا کے منہ میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔

انسان کو اس کے اعلیٰ ترین نصب العین سے ہٹانے کے لیے شیطان اس کی نظروں میں بہت خوشنما لباس میں آتا ہے۔

زندگی ایک موقع ہے اور یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ انسان کو اس کا احساس اس وقت ہو جبکہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔

ہم سب کی پشت پر ایک ہی روح اور ایک ہی زندگی ہے تو اس وقت جبکہ ہمارا پڑوسی رنجیدہ ہو ہم کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔

انسانی قلب، روح کا گھر ہے اور روح کی راحت و قوت کا انحصار اسی گھر پر ہے۔

قطع تعلق کی کوئی اہمیت نہیں، سوائے اس کے کہ ایک کام کیا جا چکا ہے اور اسے مٹایا نہیں جا سکتا۔

محبت مادرِ الٰہی کی باہیں ہے۔ وہ باہیں جب پھیلتی ہیں تو ہر روح ان میں سما جاتی ہے۔

عام ارتقار کی پذیرائی دنیا کا سب سے بڑا المیہ ہے۔

دنیا میں کوئی چیز بھی اتفاقیہ نہیں۔ زندگی کے تمام حالات ایک یقینی منزل کی جانب لے جاتے ہیں۔

معاف کرنا خدا کے اختیار میں ہے۔ مگر اس وقت یہ انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے جب کوئی دوسرا شخص اس سے اس کی درخواست کرے۔

صداقت کو سمجھنے کے لیے ایک راست باز زندگی بسر کرنا لازمی ہے۔

روشن ضمیر انسان کے لیے زندگی خود ایک مقدس کتاب بن جاتی ہے۔

کانٹے بھی۔

وہ محبت جو تحمل، عفو کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے وہی دلوں کے زخموں کو مندمل کرتی ہے۔

بے نیازی میں پوشیدہ محبت زندگی کی سب سے عظیم محبت ہوتی ہے۔

بے نیازی اور آزادی دو پر ہیں جن سے روح پرواز کرتی ہے۔

اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرنے والا شخص عظیم ہے، بمقابلہ اس شخص کے جو دوسرے کے قوت بازو پر منحصر ہے۔

کسی ادنیٰ انسان کو چھیڑنا، کیچڑ میں پتھر مار کر خود گندگی سے آلودہ ہونے کے مترادف ہے۔

جھوٹی شائستگی نقلی زیورات کے مانند ہے اور جھوٹے بوسے نقلی پھولوں جیسے ہوتے ہیں۔

ایک غیر ملنسار شخص سماج کے لیے بوجھ ہوتا ہے۔

الوہیت انسان کی تکمیل ہے اور انسانیت الوہیت کی حد ہے۔

دانشمند انسان ستائش کا اظہار تعظیم کے ذریعہ کرتے ہیں۔

ایسے لوگ بہت ہیں جو سچائی کا اقرار اپنی حد تک کرتے ہیں، مگر بہت کم لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کے سامنے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

خیال کا پیچ و خم محبوب کی زلف گرہ گیر کی مانند ہے۔

کوئی چیز ایسی قبول نہ کیجیے جسے آپ واپس لوٹا نہ سکیں، کیونکہ زندگی کا توازن اصولِ مبادلہ پر قائم رہتا ہے

ایسے لوگ جن کی شخصیت میں کوتاہی ہو، سماج کا سہارا لیتے ہیں۔

ایک صاف جسم سے روح کی پاکیزگی منعکس ہوتی ہے۔ اور یہی صحت کا راز ہے۔

روح کی پاکیزگی سے ہی جسم کی صفائی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

پاک زندگی اور صاف ضمیر، روح کی غذا ہیں۔

عدل پسندی، روح کے عطر سے پیدا ہوتی ہے۔

احتیاط پسندی سے شخصیت میں عظمت پیدا ہوتی ہے۔

سنجیدہ اور شفیق ہونا دانشمندوں کا شیوہ ہے۔

جب ہماری اپنی ذات ہی اپنی نہ ہو تو پھر ہم دنیا میں کس چیز کو اپنا کہہ سکتے ہیں۔

زندگی کی تمام چیزیں ایسا مواد ہیں، جو دانشمندی کے کام کا وسیلہ ہے۔

دوسروں کی بڑی سے بڑی غلطی کو بھی درگزر کردو مگر خود اس میں ذرہ برابر بھی حصہ نہ لو۔

مسرت کا سرچشمہ انسان کے دل کے سوا کچھ اور نہیں۔

زندگی کے نشے کے بعد جب انسان کو ہوش آتا ہے تو اس وقت انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

ایک بے وقوف ساتھی کے ساتھ زندگی گزارنا موت سے بھی بدتر ہے۔

دل کی حیات افروزی کی قیمت دردِ زندگی ہے۔

صبر و تحمل سے مقاصد قابل قدر اور انسان عظیم ہو جاتا ہے۔

ہر عمل کی تکمیل اس کے توازن میں ہے۔

انسان کا دل ایک مندر ہے، اگر اس کے دروازے انسان کے لیے

تمہاری زندگی کا ہر لمحہ دنیا کی کسی بھی دوسری چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔

وہ شخص صاحب اعتقاد نہیں ہو سکتا جس کو خود پر اعتماد نہ ہو۔

زندگی وہ تلوار ہے جو راہ زندگی کی تمام رکاوٹوں کو شکست دے سکتی ہے۔

اپنی ذات پر افسوس کرنا زندگی کی تمام رنجشوں کا باعث ہے۔

محبت ایک انمول تحفہ ہے۔

یہ ہمارا احساس وقت ہے جو گزر جاتا ہے، نہ کہ خود وقت، کیونکہ وقت خدا ہے اور خدا لافانی ہے۔

انسان عشق مجازی سے محبت کا پہلا سبق سیکھتا ہے لیکن درحقیقت محبت خدا کے لیے ہے۔

وہ شخص جو اپنی زبان کو قابو میں رکھنا سیکھ لیتا ہے، فاتحِ زندگی بن جاتا ہے۔

استحسان پسندی خدائی دین ہے، اور قنوطیت انسانی ذہن کی پیداوار ہے۔

اول تو صوفی زندگی سے متحیر ہوتا ہے۔ پھر زندگی کا یہ لمحہ اس کے لیے ایک مظہرِ حقیقت بن جاتا ہے۔

آپ کو کسی پیر یا استاد کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ایک دانش مند انسان ہی آپ کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

وہ شخص جو اپنی پہلی غلطی سے سبق نہ سیکھے۔ وہ یقیناً غلط راستہ پر ہے

دنیا مجموعہ اضداد ہے، یہاں ہر شئے میں تضاد کا جوہر پایا جاتا ہے

ہر بُری فطرت کے تاثر کا مقابلہ جنگجوانہ انداز میں کرنا چاہیے۔

دنیا میں محبت سے بڑھ کر عجیب وغریب چیز کوئی اور نہیں ہے۔

ایک ہی غلطی کے مرتکب اپنے مشترکہ گناہ کو نیکی کا رنگ دینے کے لیے متّحد ہو جاتے ہیں۔

زندگی نغموں سے بھر جاتی ہے اگر انسان میں ان کے استقبال کا سلیقہ ہو۔

جس طرح سایہ جسم کے ساتھ رہتا ہے اسی طرح جھوٹ اور سچ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

دنیاوی زندگی ایک فریب ہے۔ اور اس کے پرستار اس فریب کا شکار رہتے ہیں۔

کوئی فریب کامیاب نہیں ہوتا، اگر یہ بظاہر کامیاب بھی ہو جائے تو اس سے حاصل ہونے والا فائدہ خود ایک فریب ہوتا ہے۔

ہر وہ چیز جو دل میں آرزو پیدا کرتی ہے دل کو اس کی آزادی سے محروم کر دیتی ہے۔

امکان خدا کی فطرت ہے اور عدم امکان انسان کی حد۔

وجدانِ روح سے ہی حسن پیدا ہوتا ہے۔

ہزاروں گناہ ایک طرف، ایک نیکی ایک طرف۔

کسی ذہین شخص کی جانب سے کی گئی مکّاری ایسی ہے جیسے کسی زرخیز زمین کا زہریلا پھل۔

زندگی میں ناکامی کوئی مسئلہ نہیں۔ مگر کوئی کام نہ کرنا سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔

بند ہیں تو یہ خدا کے لیے بھی بند ہیں۔

وفاداری وہ خوشبو ہے جسے وفاداری کی فضا ہی میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔

روحانیت دل کے ساز کو چھیڑتی ہے۔ یہ نہ تو مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے نہ ہی تقویٰ سے۔

انسان کے اخلاق کو اس کے اعمال کی بجا آوری کے مثال سے پرکھنا چاہیے۔

صحیح یا غلط ہونا، طرز خیال اور حالات پر منحصر ہے نہ کہ اعمال پر۔

ہر شخص کے عقیدے میں اس کے لیے کچھ بھلائی ہوتی ہے۔ اور اس عقیدے کو توڑنا گویا اس کے خدا کو توڑنا ہے۔

دلیل، ہزاروں پتیوں والا پرت در پرت پھول ہے۔

جو شخص آج خدا کو تسلیم نہیں کرتا وہ کبھی نہ کبھی جلد یا بدیر خدا کو تسلیم کر لے گا۔

اپنی فطرت کے خلاف لڑنا گویا فطرت سے بلند تر ہونا ہے۔

کامیابی اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ قوت ارادی اور حالات میں ہم آہنگی پائی جائے۔

عزت واحترام کا مخلصانہ جذبہ الفاظ کا محتاج نہیں ہوتا، خاموشی بھی کسی کے عزت واحترام کے جذبے کو ظاہر کر سکتی ہے۔

فطری سادگی، درویشوں کی پہچان ہے۔

دل خدا کا دروازہ ہے، جونہی آپ اس پر دستک دیتے ہیں یہ کھل جاتا ہے۔

قربانی ہی پرستش کا ثبوت ہے۔

خدا ہی انسانی ہاتھوں کے ذریعہ اپنے مطلوبہ منصوبے کا نقشہ بناتا اور اسے عملی جامہ پہناتا ہے۔

جس طرح آگ کھانے کو پکا سکتی ہے اسی طرح درد انسانی دل کو متاثر کرتا ہے۔

ہر خواہش، انسان کی بنیادی خواہش کے حصول کے لیے درکار قوت میں اضافہ کرتی ہے جو کہ ہر روح کا مقصد ہے۔

جو لفظ سنا نہ گیا وہ کھو دیا گیا۔

پاس و لحاظ دانشمندی کی علامت ہے۔

اپنی ذات پر اعتماد کرنے والا خدا پر ایمان لاتا ہے۔ اعتماد ایک زندہ امانت ہے۔

انسان کا مزاج اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ظاہر ہوتا ہے۔

مسرت، اسلوبِ فطرت ہے اور اسے فطری رہن سہن سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ذہن، انسان کا اطاعت گذار ملازم ہونا چاہیے، جب یہ مالک بن جاتا ہے تو زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔

ہر تجربہ، اچھا ہو یا برا، انسانی ارتقار کی طرف بڑھتا ہوا ایک قدم ہے۔

یہ کہنا عبث ہے کہ آپ حقیقت سے واقف ہیں، اگر آپ حقیقت سے واقف ہوتے تو آپ خاموش رہتے۔

اس شخص کا اعتماد بے فیض ہے جو دوسروں پر اعتماد کرتا ہے۔ مگر

پاس و لحاظ دل میں پیدا ہوکر، دماغ میں فروغ پاتا ہے۔

بے نیازی زندگی کے تمام دروازوں کی کلید ہے۔

زندگی میں احساس تمیز اضداد سے پیدا ہو جاتا ہے۔

زندگی کے اس بازار میں ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں لے سکتے جس کی قیمت جلد یا بدیر ہمیں ادا نہ کرنی پڑے۔

ہیرے کو بھی جب تک تراشا نہیں جاتا، اس کی آب و تاب نکھر نہیں سکتی۔

صداقت جو صفت خداوندی ہے۔ ماورائے نیکی ہوتی ہے

مجرم ضمیر، اپنے عزم کو قوت سے محروم کرلیتا ہے۔

ایسا جواب جو سوال کو بنیادی طور پر حل کردے، حقیقی معنوں میں الہامی ہوتا ہے۔

لطیفہ ذہانت کو روشن کرتا ہے اور افسردگی کے ان بادلوں کو صاف کردیتا ہے، جو دل کو گھیرے ہوئے ہوں۔

اگر انسان بس اتنا جان لے کہ اس کی اپنی آزاد مرضی کے پس پشت کیا ہے تو وہ کبھی اسے میری مرضی نہیں بلکہ "تیری رضا" کہہ کر پکاریگا۔

خدمت خلق ہی خدا کی خدمت ہے۔

کسی انسان کے کردار کی گہرائیوں کا اندازہ کرنا چاہتے ہو تو اس کی زندگی کی اہم ترین چیز ــــ اس کی آزمائش کرو۔

جب کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ دوسرے اس کی طرف توجہ کریں تو یہ گویا اس میں شخصی دلکشی کا فقدان ہے۔

محبت سے اتحاد پیدا ہوتا ہے اور اتحاد سے حسن۔

کا وجود ممکن نہیں۔

وہ جو اپنے لطیف احساس میں جیتا ہے، جنت میں رہتا ہے، جب وہ ان کا اظہار الفاظ میں کرتا ہے تو زمین پر آ پڑتا ہے۔

انسان کی شخصیت اس کے قول اور عمل کا آئینہ دار ہوتی ہے۔

استدلال دنیا سے سیکھا جاتا ہے لیکن دانشمندی زندگی کے عطر سے پیدا ہوتی ہے۔

اپنے خیالات کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نشانے پر تیر چلانا۔

حقیقت پسندانہ زندگی سے ہی انسان خدا کو پہچانتا ہے۔

تمام زندگی ایک کیمیائی عمل ہے اور اس کیمیا کا علم انسان کی زندگی کو خوشحال بنانے میں مدد کرتا ہے۔

صوفی کی سلطنت خود اس کی اپنی ذات ہے، اس پر یہ ایک بادشاہ کی طرح حکومت کرتا ہے۔

محبت دھارے کی مسلسل روانی ہے جس سے دلوں کے میل دھل جاتے ہیں۔

جب کوئی شخص راستباز بنجاتا ہے تو ایک صراط مستقیم اس کے سامنے کھل جاتا ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ کسی انسان سے غلطی سرزد نہ ہو۔

حقارت آمیز ضمیر سے چہرے کی آب و تاب مدھم ہو جاتی ہے۔

شخصیت کی نشو و نما ہی انسانی زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔

شکستہ دل سے ایک نوزائیدہ روح ظہور پذیر ہوتی ہے۔

خود اپنی ذات پر اعتماد نہیں رکھنا۔

انسانی زندگی کے دکھ درد پر ہمیں سب سے پہلے توجہ کرنی چاہیے۔

گناہ، نیکی کی آگ کا ایندھن ہے۔

اپنے آپ سے وفادار رہنا ہی وہ پہلا سبق ہے جو متلاشی حق کو سیکھنا چاہیے۔

اطاعت ذہانت کا فن ہے۔

لوگ اپنے اطراف تصورات کی چہار دیواری تعمیر کرتے ہیں، اور ان کا ذہن اس چہار دیواری میں مقید رہتا ہے۔

استاد بننا آسان ہے مگر شاگرد بننا مشکل۔

روح کا عروج و زوال، انسان کے ذاتی خیالات، قول اور عمل کے زیر اثر ہوتا ہے۔

محبت ایک جذبے کی صورت پروان چڑھتی ہے مگر جوش کی صورت زائل ہو جاتی ہے۔

جس طرح زہر بعض حالات میں امرت کا کام کرتا ہے اسی طرح برائی بھی بعض دفعہ اپنا اثر دکھاتی ہے۔

دورانِ زندگی عدمِ تکمیل سے تکمیل کی طرف ایک سفر ہے۔

پارسائی کا نام ہی خوبصورتی ہے۔

ہر انسان کا اپنا ایک طریقۂ زندگی ہوتا ہے، اگر آپ کسی دوسرے کا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں تو اسے دیکھنے کے لیے آپ کو اس کی آنکھیں بھی مستعار لینی ہوں گی۔

سوال ہی میں جواب پوشیدہ ہوتا ہے، کسی جواب کے بغیر سوال

صداقت فطرت کے دل میں پوشیدہ ہوتی ہے اس لیے فطری طور پر انسان ہر اس چیز کو چھپاتا ہے جو قیمتی ہو۔

نفس امارہ فرعونیت ہے جب ہم فرعونیت کو تباہ کر دیتے ہیں تب حقیقت کا ظہور ہوتا ہے۔

عاشقِ فطرت ہی سچا عابد ہے۔

اگر کوئی شخص خدا کی پرستش کرے لیکن انسان کی تحقیر کرے تو پھر اس کی پرستش بے کار ہو گی۔

ہم اپنی خطاؤں کا انسداد نہ کرتے ہوئے ان سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ہماری بات پر توجہ نہیں کرتا ہے تو ہمیں جاننا چاہیے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود ہم اپنی بات پر یقین نہیں رکھتے۔

جب کوئی نقص عام ہو جاتا ہے تو لوگ اس کو ایک معمولی بات تصور کرنے لگتے ہیں۔

محبت آغاز میں دو طرفہ لگن سے زندہ رہتی ہے۔ مگر جب پوری طرح پروان چڑھ جاتی ہے تو جوابی محبت سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔

آج کے جذبہ انسانیت کا تاج تجارت ہے۔ اور مادّیت اس کا تخت ہے۔

انسانی زندگی ظرافت کے بغیر بے رنگ ہے۔

زندگی کو کلیتاً دیکھنا عام لوگوں کے بس سے باہر ہے۔

الوہیت سے بھرپور ذہن ہی وہ نقطہ ہوتا ہے جس پر زندگی کے تمام پہلو ملتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

الوہیت کا راز حسن میں مضمر ہے۔

تنہائی سے بہتر کوئی رفیق نہیں۔

جب کوئی شخص اپنے فعل کا اثر خود بھی محسوس کرنے لگے تو زندگی کے تعلق سے اس کا نقطہ نظر واضح ہو جاتا ہے۔

زندگی جو ہے سو ہے آپ اس کو بدل نہیں سکتے مگر آپ اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں۔

اپنے آپ کے ساتھ تنہا ہونا کسی ایسے دوست کے ساتھ رہنے کے برابر ہے جس کی رفاقت دائمی ہو۔

تقریر جینے کی علامت ہے مگر خاموشی بذات خود زندگی ہے

جس شخص کے دل میں کوئی راز نہ ہو اس میں کوئی گہرائی نہیں ہوتی۔

دانش خلوت میں حاصل ہوتی ہے۔

زندگی میں ہر خواہش کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تخلیق جاری نہ رہتی۔

جس شخص پر مقصد حیات واضح ہے۔ وہ صراط مستقیم پر چل رہا ہے، انسانی فطرت کا کامل انکشاف ہی زندگی کے مقصد کی تکمیل ہے،

خدا جو بناتا ہے، انسان اسے بگاڑ دیتا ہے۔ اور انسان جو بناتا ہے خدا اسے توڑ دیتا ہے۔

تمام اشیاء اچھی ہوتی ہیں لیکن نہ تو ہر شے ہر شخص کے لیے اچھی ہوتی ہے اور نہ ہی ہر وقت درست ہوتی ہے۔

امید کو اگر ہم حقیقت سے ہم کنار نہ کریں گے تو پھر کس چیز سے کریں گے۔

زندگی ارتقاء ہے، ارتقاء کا رک جانا موت ہے۔

چالیس

روحانی رہبر، متلاشی روحوں کو خدا کے قریب لانے میں کیوپڈ کا کردار ادا کرتا ہے۔

صوفی کا رجحان ہر چیز کو دو نقاط نظر سے دیکھنے کا عادی ہوتا ہے۔ ایک اپنے نقطہ نظر سے اور دوسروں کے نقطہ نظر سے۔

صوفی کا حقیقی مذہب، حقیقت کا ایک سمندر ہوتا ہے، اور تمام مختلف اعتقادات اس کی لہریں ہیں۔

ہر شخص حقیقت پاکیزہ کو جان نہیں سکتا، اور اگر وہ ایسا کر سکتا ہے تو اس کو مزید تدریس و تربیت کی ضرورت نہیں۔

خالق اپنی مخلوق میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

فطری مذہب حسن ہے۔

وہ روشنی جو زمین پر آگ اور افق پر سورج کی صورت نظر آتی ہے اصلاً خدا ہوتی ہے جو آسمان میں ہے۔

ہر ایک شخص حسن کی اطاعت برضا و رغبت کرتا ہے اور قوت کی اطاعت بادل ناخواستہ قبول کرتا ہے۔

صبر و تحمل سب سے بڑا تحفّظ ہے۔

اس چیز کو حاصل کرنا جو اچھی اور قابل قدر ہو مشکل ہے۔

تحفہ بیش قیمت شے ہے جس قدر آپ اس کو اہمیت دیں گے اسی قدر اس کی قیمت گھٹ جائے گی۔

فطرت انسان کے فہم کا فقدان، تصادم اور اختلاف کا باعث ہوتا ہے۔

انسان جیسے جیسے اپنے آپ کی آزمائش کرتا ہے اتنی ہی قوت اپنی ذات میں پاتا ہے۔

توازن رازِ حیات ہے، توازن کا فقدان زندگی کی تباہی ہے۔

ہر چیز جو خدا کی دین ہے تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

ہم اگر خوش یا ناخوش ہوتے ہیں تو اس کی ذمّہ دار زندگی کی کوئی صورت حال نہیں بلکہ زندگی کے تعلق سے ہمارا رویہ ہے۔

کسی دوسرے کے نقصان پر نفع حاصل کرنا بالآخر فائدہ بخش نہیں ہوتا۔

دانشمندی کی باتیں کرنا دانشمندانہ زندگی بسر کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

کریم النفسی دل کی کشادگی ہے۔

ہر وہ چیز جو کہ سادہ اور آسان نہ ہو معمہ ہے اس لیے دانشمندی عام ذہن کے لیے ایک معمّہ ہے۔

زندگی، غور و فکر کے لیے اولین شے ہے۔ باطنی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، یعنی خدا تک رسائی۔

روح عیسٰی پورے عالم کی زندگی ہے

حضرت عیسٰیؑ کے مسیحیت تک پہنچنے میں ماں ایک جست گاہ تھیں۔

خدا الہامی زبان میں رسول کو ہدایت دیتا ہے اور رسول انسانی زبان میں اس کی ترجمانی کرتا ہے۔

رسالت کا ثبوت خود رسول کی شخصیت ہوتی ہے۔

حضرت محمدؐ کی حقیقی تلوار، ان کی شخصیت کی دل آویزی تھی۔

جس طرح تمام قدرت خدا کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اسی طرح ہر فرد کی فطرت اس کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے

جب فنکار کی شخصیت اس کے فن میں جذب ہو جاتی ہے تو یہ بذات خود فن بن جاتی ہے۔

نفس، پوشیدہ مقصد پر ایک نقاب ہے، جو ہر روح کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔

ناز، حسن کا تاج ہے اور حیا اس کا تخت۔

حیا کے بغیر حسن بے جان ہے کیونکہ حیا ہی حسن کی روح ہے۔

فطرت نے تمام حسن پردے میں رکھا ہے۔ جو چیز جس قدر حسین ہو گی اتنی ہی پردے میں ہو گی۔

حیا، حسن کی پردہ داری کرتی ہے لیکن فن بڑی لطافت کے ساتھ اس پردہ کو ہٹا دیتا ہے، انسانی رسم و رواج پردہ داری کرتے ہیں مگر فن حسن سے پردہ اٹھاتا ہے ساتھ ہی انسانی جذبات کا احترام بھی کرتا ہے۔

تخلیق نہ صرف خدا کی قدرت ہے بلکہ اس کا فن بھی۔

ذوقِ نمائش طبیعت کی ہر ترنگ کے پیچھے کارفرما وہ جذبہ ہے جو انسانی کردار کے بہترین اور بدترین پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔

وقت اور فاصلہ لامتناہی طول و عرض کے سوا کچھ بھی نہیں۔

انسان جب الفاظ میں خدا کی ذات کی وضاحت کا مطالبہ کرتا ہے تو یہ اس کے حق میں ایک مفروضہ ہوتا ہے۔

خدا پر ایمان رکھنے والے لاکھوں لوگوں میں مشکل سے ہی کوئی ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو خدا کو حقیقت سمجھے اور سمجھا دے۔

خدائی تصور، تخلیق کا پھول ہے اور عرفانِ حق اس کی خوشبو۔

خدا کا سچا پرستار اسے ہر صورت میں دیکھتا ہے اور اس لیے انسان کی تعظیم کرتے ہوئے بھی خدا کی تعظیم کرتا ہے۔

خالق کی پوشیدہ خواہش ساری تخلیق کا راز ہے۔

دنیا کی ہر سرگرمی کا نتیجہ نام و نمود ہے۔

حسن ہر روح کا مقصد و مدعا ہے۔

حسن، فنکار کی زندگی، شاعر کا موضوعِ سخن اور موسیقار کی جان ہوتا ہے۔

دل آویز شخصیت، سونے کی طرح گراں قدر اور خوشبو کی طرح معطّر ہوتی ہے۔

اگر روح محوِ رقص ہو تو ہر حرکت ایک خوش اسلوب ادا بن جاتی ہے۔

دل آویز شخصیت ایک ایسے عمدہ نمونۂ فن کی طرح ہوتی ہے، جس میں زندگی بھر دی گئی ہو۔

محبت وہ جال ہے جس میں دل مچھلیوں کی طرح پھنس جاتے ہیں
ہر شخص اپنے پڑوسی سے پوچھتا ہے "کیوں" جبکہ صوفی یہ سوال اپنے آپ سے کرتا ہے۔

دولت مند آدمی اپنے خزانے کا محض ایک دربان ہے۔

ہر شخص کو اپنے آبا واجداد کی جانب سے نہ صرف جسم بلکہ دل و دماغ بھی ورثے میں ملتے ہیں۔

افسردہ شخص پریشان حال ہونے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔

فطرت، حالات، قانون اور نصب العین انسان کو چاروں طرف کھینچتے ہیں۔

اس دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ بہشت سے جلا وطن کردہ ہوتا ہے

کسی بے وقوف کے ساتھ مذاق نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آپ اس پر کوئی پھول پھینکیں گے تو وہ اس کا جواب پتھر سے دے گا۔

اگر آپ کا دل آزاد ہے تو آپ پر کسی قسم کی کوئی بندش نہیں ہو سکتی۔

دل کو پرسکون بنانا ہی وہ حقیقی کیمیا گری ہے جو پارے کو چاندی میں بدل دیتی ہے۔

ترقی کی ہر سمت میں نصب العین ہی وہ قطب نما ہے جو راستہ دکھلاتا ہے۔

دنیا میں برگزیدہ ہستیاں بہت کم ہوتی ہیں، اور ان سے بھی کم وہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں پہچانتے ہیں۔

روئے زمین پر کوئی زندہ شخص ایسا نہیں ہے جو آپ کے معیار پر اتر سکتا ہو سوائے عہد گزشتہ کی کہانی کے ہیرو کے

حجاب برگزیدہ چہرے کا نقاب ہے، کیونکہ خدا خود بھی نہایت محجوب ہے۔ جس کو بجز ان کے جو اس کے بہت قریب ہوں کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔

خدا، فطرت میں زندہ رہتا ہے۔ لیکن اسے مصنوعی صورتوں میں زندہ دفن کیا جاتا ہے جو اس کو چھپاتے ہوئے اس کا مقبرہ بن جاتی ہے۔

فطرت، خود انسان کی اس کی اپنی ذات ہے اس لیے انسان فطرت سے یگانگت محسوس کرتا ہے۔

آپ دیہات میں خدا کا جلوہ دیکھتے ہیں، شہر میں اس کے نام کے جلال کا اظہار کرتے ہیں

حقیقی فن، انسان کو فطرت سے علیحدہ نہیں کرتا بلکہ اس کو اس کے قریب تر لے آتا ہے۔

نیک نامی شیشہ کی طرح نازک ہوتی ہے۔

نیک نامی دوسروں کی جانب سے دی گئی ایک امانت ہے اس لیے اس کو برقرار رکھنا ایک فرض بن جاتا ہے۔

یا تو اپنے وقار کا خاص خیال رکھو ورنہ اس کی جانب بالکل توجہ نہ دو۔

وہ آدمی جس کا کوئی وقار نہ ہو، دوسروں کے وقار کا کبھی پاس و لحاظ نہیں رکھتا۔

جس آدمی کا کوئی کردار نہیں، وہ ایسا ہی ہے جیسے خوشبو کے بغیر پھول

احساسِ عزت و احترام میں الہیاتی چنگاری پوشیدہ ہوتی ہے۔

اگر آپ خود اپنے آپ کو ناکام بنائیں گے تو ہر آدمی آپ کو ناکام بنا دیگا۔

محبت زندگی کے کہسار پر قدم بہ قدم چڑھتی ہے۔

غلطی کا احساس، روشنی کا نمایاں ہونا ہے۔

خلوص سے کہی گئی سچی بات سامع کے دل کو یقینی طور پر مطمئن کرتی ہے۔

بے ثمر زندگی بے کار زندگی ہوتی ہے۔

سونا وہ ہے جو آخری آزمائش تک اصلی ثابت ہو۔

خدا کو قابل فہم بنانے کے لیے آپ کو اپنے ایک خدا کا تصور کرنا ہوگا۔

صرف صداقت ہی کامیاب ہو سکتی ہے۔ جھوٹ وقت اور توانائی کو ضائع کرتا ہے۔

جو کچھ دھوکے سے شروع ہوتا ہے دھوکے ہی میں جاری رہتا ہے اور دھوکے ہی میں ختم ہو جاتا ہے۔

جو بات بیوقوف ہزاروں الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتا، اسے دانشمند ایک لفظ میں کہہ دیتا ہے۔

تحصیل روحانی، ہر روح کا حقیقی مقصد ہے۔

آپ جتنے زیادہ لوگوں سے ہم آہنگ ہوں گے اتنے ہی زیادہ دانشمند ہونے کا ثبوت دیں گے۔

اگر آپ زندگی میں نجات چاہتے ہیں تو پیچیدگی اور رسم پرستی سے بالاتر ہو جائیے

یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ آپ کیا کھو چکے۔ بشرطیکہ وہ آپ کی روح نہ ہو۔

خلوص کی زندگی کا ایک لمحہ جھوٹ کی زندگی کے ہزاروں برسوں سے زیادہ وقعت رکھتا ہے۔

آپ جسے اپنا نمونہ تصور کرتے ہیں اسی وقت آپ کا کامل نمونہ ثابت ہو گا جب کہ وہ گزر چکا ہو گا۔

سچی خودی جھوٹی خودی کی راکھ سے پیدا ہوتی ہے۔

اگر سہواً آپ کیچڑ میں قدم رکھیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کیچڑ کے راستے ہی پر چلتے رہیں۔

مادّہ روح کا ایک روپ ہے۔

ایک زندہ لفظ بذاتِ خود ایک زندگی ہوتا ہے۔

وہ الفاظ جو روح کو منور کر دیں جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں دنیا کا سارا خزانہ اس لفظ کی قیمت ادا کرنے کے لیے ناکافی ہے جو روح کو منور کر دے۔

ہمدردی دل کو گھٹن سے نجات دلاتی ہے۔

حقیقی کامیابی، اس کی پائیداری سے ثابت ہوتی ہے۔

فعل خیال کا ردِّعمل ہوتا ہے۔

استدلال، غیر معتقد کا مالک اور معتقد کا غلام ہے۔

جب کوئی خواہش مستقل خیال بن جاتی ہے تو اس کی کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

آزادی کی راہ میں کوئی بھی قربانی بڑی نہیں ہوتی۔

اے دانشوروں تمہاری عقل کا کیا فائدہ۔ اگر یہ تمہارے کھوئے ہوئے لمحوں پر آہ وزاری کا سبب بنے۔

زندگی میں سمندر کی چٹان کی طرح ثابت قدم رہو جو مسلسل اٹھتی لہروں سے نہ منتشر ہوتی ہے نہ ہی متزلزل۔

مشکل بن جاتا ہے۔ لیکن کسی مقدس آدمی کا محاسبہ کرنے کے لیے ہر بیوقوف آمادہ رہتا ہے۔

وعظ کرنا ایک فن ہے۔ یہ ہر شخص کی بات نہیں۔ محض بول لینا ہی کافی نہیں ہے ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اس طرح سچ بولتے ہیں جیسے لوہار اہرن پر ہتوڑا مارتا ہے۔

بیعت کرنا گویا کسی شخص کا اس سمت میں ایک قدم آگے بڑھانا ہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

اتنے وسائل جو روزمرہ زندگی کی سادہ ضروریات کی کفالت کے لیے کافی ہوں، اس دولت کی بہ نسبت جو زندگی کی پیچیدگیوں میں اضافہ کرتی ہو بڑی نعمت ہوتے ہیں۔

مختلف اشیا، کا علامتی مفہوم سمجھنا باطنی دانش کی پہلی منزل ہے اور دوسری منزل ان کا علامتی اظہار ہے۔

انسان میں روحانیت کسی خاص مذہب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ روحانیت کا دار و مدار روح کی ہم آہنگی پر ہوتا ہے۔

ہر چیز کا ایک وقت متعیّن ہے اس لیے روح کی کشادگی کا بھی ایک وقت متعین ہے، لیکن اس کے ارتقاء کے وقت کا انحصار، زندگی کے دوران، انسان کے ترقی کرنے کی رفتار پر ہے۔

اپنے نصب العین تک پہنچنے کے لیے، انسان کو پہلے اپنی خامیوں کو محسوس کرنا چاہیے اور پھر اس اعتماد کے ساتھ کہ وہ اپنے آپ کو بدل سکتا ہے۔ بہترین بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ابتدا ہی میں ہر چیز کو نوخیز پودوں کی طرح تباہی کی آندھیوں سے بچانا

شعلہ بداماں دل سے آتشیں الفاظ نکلتے ہیں۔

قنوطی شخص کی راہ میں اس کا اپنا رویہ ہی رکاوٹ بنتا ہے۔

صبر و تحمل کے فقدان سے نیکی فاقہ کشی کی موت مرتی ہے۔

کامیابی جھوٹی چیزوں کو بھی ایک حقیقی روپ دے دیتی ہے۔

ظاہری موت ہی روح کی حقیقی پیدائش ہے۔

دوسروں کی غلطیوں سے پریشان ہونا، اپنی غلطیوں سے ہونے والی پریشانی میں ایک غیر ضروری اضافہ ہے۔

جو شخص اپنی دنیا کا آپ مالک ہے، زندگی کا بادشاہ ہے۔

خواہش کو کچلنا، الہامی تشویق کو دبانا ہے۔

کم گو شخص کی "ہاں" یا "نہیں" کسی باتونی شخص کے سینکڑوں الفاظ سے زیادہ وزنی اور اثر انگیز ہوتی ہے۔

وہ سچائی جو امن اور ہم آہنگی کو منتشر کرے جھوٹ سے بھی بدتر ہوتی ہے۔

کوئی آدمی انتشار برداشت نہیں کر سکتا، حالانکہ کافی لوگ نادانستہ طور پر انتشار پیدا کرتے ہیں۔

ایک جھوٹے بیان کو سچ ثابت کرنے کے لیے ہزاروں جھوٹ درکار ہوتے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود آخر میں جھوٹ، جھوٹ ہی ثابت ہوتا ہے۔

وہ شخص جو اپنی زبان قابو میں رکھنا سیکھ لے کہ کیا کہنا مناسب ہے اور کیا نہیں، زندگی کا فاتح بن جاتا ہے۔

کسی بدترین گناہ گار کے بھی اعمال کو جانچنا کسی عقلمند آدمی کے لیے

ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی نور کی حیثیت سے آپ کی روح نہ صرف ایک دنیا سے محبت کرنے کے قابل ہوتی ہے بلکہ ہزاروں دنیاؤں سے بھی کیونکہ انسان کا دل ساری کائنات سے عظیم ہے۔

جب انسان کو اپنے روحانی اور مادی منافع کے درمیان انتخاب کرنا ہوتا ہے تو اس وقت اس کا انتخاب بتا دیتا ہے کہ اس کا خزانہ زمین پر ہے یا آسمان پر۔

زندگی ایک موقع ہے نہ صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کا بلکہ روح کی گہری سے گہری آرزو کو پورا کرنے کا۔

کردار کی عظمت پھول کی مہک کی طرح انسان کا ایک خلقتی وصف ہوتی ہے جس کو سیکھا یا سکھایا نہیں جا سکتا۔

آسمان سے زمین پر گر پڑنا بس ایک لمحہ کی بات ہے لیکن زمین سے اٹھ کر آسمان تک پہنچنے کے لیے ہو سکتا ہے کہ زندگی کا طویل عرصہ بھی ناکافی ہو۔

سچی مسرّت، اس دھارے میں ہوتی ہے جو روح سے پھوٹتا ہے اور وہ شخص جس کی روح میں یہ دھارا مسلسل بہتا ہے زندگی کے ہر مرحلے میں خواہ یہ کتنا ہی دشوار کیوں نہ ہو ایک ایسی مسرت سے سرفراز ہوگا جو درحقیقت اس کا اپنا حصہّ ہوگی۔

اس شخص کے گوہر بھی ذرّے بن جاتے ہیں جسے اپنی نیکیوں پر غرور ہو۔ اور ایک ایسے آدمی کے پتھر بھی جواہر بن سکتے ہیں جسے اپنی برائیوں پر ندامت ہو۔

حقیقی ملہم وضاحت کے ہزاروں الفاظ سے احتراز کرتے ہوئے ایک لفظ سے سینکڑوں سوالات کا جواب دے سکتا ہے۔

بچا ہیے۔

اس دنیا میں جینا دنیا دار کے لیے ہی مشکل ہے تو کیا پھر یہ کسی صوفی کے لیے مشکل نہیں ہو گا؟

ایک جاہل معتقد اپنے اعتقاد کے دعویٰ سے کسی عقلمند انسان میں بغاوت کا سبب ہوتا ہے اس طرح اسے غیر معتقد بنا دیتا ہے۔

ایک خود غرض انسان کسی دوسرے شخص کے مخلص ہونے کا تصور نہیں کر سکتا، اس لیے وہ ہمیشہ مخلص انسان پر جھوٹ کا شبہ کرتا ہے۔

صداقت وہ روشنی ہے جس سے ساری زندگی منور ہو جاتی ہے اسی کی روشنی میں تمام چیزیں صاف و شفاف ہو جاتی ہیں اور ان کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔

مادّی دنیا میں پانی جس طرح صاف اور پاک کرنے والا عنصر ہے اسی طرح اعلیٰ سطح پر محبت یہ کام انجام دیتی ہے۔

خود کو ترقی دینا اور ساتھ ہی ان کے ساتھ تعلق رکھنا جو غیر ترقّی یافتہ ہوں بہت مشکل ہے، یہ گویا آسمانی کشش اور زمینی کھینچاؤ کے مترادف ہے۔

فطرت سے خدا کی تمام تر عظمت ظاہر ہوتی ہے لیکن انسانی زندگی کی انتہائی شان و شوکت سے بھی خدا کی ذات کا انکشاف نہایت چھوٹے پیمانے پر ہوتا ہے۔

صوفی کا طریق، زندگی کا تجربہ کرنا اور اس سے بلند و بالا رہنا ہے یعنی دنیا میں رہنا مگر دنیا کا غلام نہ بننا۔

انسان، بحیثیت نوع انسانی صرف ایک سے محبت کرنے کے قابل

جب سچائی کو سچ ثابت کرنا ہی مشکل ہو تو جھوٹ کو سچ ثابت کرنا کس قدر مشکل ہوگا۔

اعتراف وہ حالت ہے جو کسی خیال کے پیدا ہونے اور اس کے عملی صورت اختیار کر جانے کے دوران دل و دماغ پر طاری ہوتی ہے۔

یہ خود ہمارے دل کی تاریکی ہے جو کسی دوسرے کے دل پر سایہ بن کر گرتے ہوئے اس کے دل میں شبہ بن جاتی ہے۔

کسی پختہ کار روح سے سچائی دانش بن کر ظاہر ہوتی ہے۔

خلوص نہ صرف انسان کو بلکہ خدا کو بھی خوش کرتا ہے۔

کسی چیز کو بددلی سے قبول کرنے کے بجائے اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔

محبت کی کوئی بھی پیش کش احترام کے کسی لفظ یا عمل سے زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی، کیونکہ محبت کا اعلیٰ ترین اظہار احترام ہوتا ہے۔

آپ کو اپنا نصب العین خود ہی تلاش کرنا چاہیئے، زندگی میں کوئی نصب العین سوائے اس کے جو آپ اپنے طور پر بناتے ہیں دائمی اور سچا نہیں ہوتا۔

ہر وہ چیز جو زندہ ہے روح ہے اور ایسی تمام چیزیں جو مر جاتی ہیں مادّہ ہوتی ہیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوسرے آپ کے نصب العین پر یقین رکھیں تو پہلے آپ خود اس پر یقین رکھیے، دوسرے اس وقت تک اس کا احترام نہیں کریں گے جب تک آپ خود اس کا احترام نہ کریں۔

اکثر اوقات طاقت اپنی وقعت کی بہ نسبت زیادہ قیمتی بن جاتی ہے، وہ شخص جو اس کے صحیح استعمال سے واقف ہوئے بغیر اسے حاصل

اگر آپ ماضی کے خوابوں میں مست ہوں تو بس خواب ہی دیکھتے رہیے حال کی طرف نظر نہ اٹھائیے، اگر آپ غیر فانی زندگی بسر کر رہے ہیں تو پھر کل کی فکر نہ کیجیے۔ لیکن اگر آپ روزِ فردا کے لیے زندہ ہیں تو مستقبل سے آنکھیں ملانے کے لیے خود کو تیار کیجیے۔

محض سچائی ہی کافی نہیں ہے۔ سچائی میں دانشمندی بھی ہونی چاہیے اور دانشمندی کیا ہے؟ دانشمندی سچائی کا لباس ہے۔

اگر آپ روشنی کے راستے پر چلیں مگر تاریکی کے اسباب پیدا کریں تو یہ زمین کے قطبین کی جانب کھینچے جانے کے مماثل ہوگا۔ آپ ان دونوں کے درمیان کشمکش میں مبتلا ہو جائیں، پھر نہ ادھر جا سکتے ہیں نہ ادھر۔

بھرپور محبت ایک ناقابل اظہار طاقت ہے جو الفاظ سے زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے۔ جب انسان کے دل کی محبت کا دھارا تیز ہو جاتا ہے تو پھر انسان وہ سب کر گزرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

مسرت اور غم ایک دوسرے کے جزو لازم ہیں اگر مسرت نہ ہو تو غم کیسا اور غم نہ ہو تو مسرت کا احساس کیا معنی؟

انسان اپنے ماضی اور مستقبل کے بارے میں تجسّس کرتا ہے، اگر وہ اپنے حال سے ہی پوری طرح واقف ہو جائے تو پھر زندگی کتنی خوبصورت بن جائے۔

زندگی کا ہر لمحہ ایک موقع ہے سب سے بڑا موقع وہ ہے جبکہ موقع کی قدر و قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔

مرید ہونے کا جذبہ دیدہ بینا کو وا کرتا ہے۔ روحانی راستے کے سفر میں اس کا حصول نہایت ضروری ہے۔

باہر رہ سکتی ہے۔

دنیا میں ہر شخص کی جستجو، مختلف، انفرادی اور اسی کی حد تک مخصوص ہوتی ہے اور ہر ایک اپنی تلاش کا مقصد خدا ہی میں بہتر طریقے پر پا سکتا ہے۔

انسان کی انفرادیت اس کی دانش مندی سے ثابت ہوتی ہے۔ اور مقابلہ سے ممیّز ہوتی ہے، خدا کامل ہونے کی وجہ سے انسان کے لیے ناقابل فہم ہے۔

جذبات کے اظہار سے دل کی تاب و تواں ماند پڑنے لگتی ہے، اگر اس کی حفاظت کی جائے تو بذات خود یہ ایک طاقت بن جائے گی۔

اگر کسی خواہش کی تکمیل نہیں ہو پاتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص یہ نہیں جانتا کہ خواہش کس طرح کی جائے۔ مقصد کے غیر واضح ہونے کے سبب اکثر ناکامی ہوتی ہے۔

رسول کی شخصیت ایک ایسا الہیاتی جال ہوتی ہے جس میں خدا دنیا میں بھٹکنے والی روحوں کو گرفتار کر لیتا ہے۔

تیز وطرّار زبان والا عیّار شخص زہریلے دانت والے سانپ کی طرح ہے اس کے طنزیہ جملے بچھّو کے ڈنک سے زیادہ اذیت ناک ہوتے ہیں۔

اپنے وقار کو احمقوں کے ہاتھوں سے بچائیے رکھیے ورنہ وہ اسے عجیب نظروں سے دیکھیں گے، اس کا مذاق اڑائیں گے اور چھیننے کی کوشش کریں گے اور آخر میں اسے پارہ پارہ کر دیں گے۔

شیطان کو اپنا محرم راز نہ بنائیے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر وہ شخص جسے آپ کا غلام ہونا ہے آپ کا آقا بن جائے گا۔

خود اعتمادی ہی اصل ایمان ہے اور کسی بھی خواہش کے پورے ہونے

کر لیتا ہے بالآخر اسے کھو دیتا ہے کیونکہ وہ تمام چیزیں جو طاقت کے ذریعے قابو میں رکھی جائیں کسی نہ کسی دن بغاوت کر دیتی ہیں۔

انسان زندگی میں ان بڑی یا چھوٹی چیزوں کو اہمیت دیتے ہوئے خود کے بڑے یا چھوٹے ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

انسانی فطرت میں اچھائی اور برائی دونوں ایک ساتھ موجود رہتی ہیں، جب ایک کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری چھپ جاتی ہے جیسا کہ کورٹ میں اسٹر۔

مادّے سے روح کی اعلیٰ ترین تشویق کی تسکین ہوتی ہے اس لیے اس مقصد کی تکمیل کے لیے طبعی جسم لازمی ہے۔

شکایتوں کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، یہ نہ صرف ان تک جو کسی کے دور یا نزدیک ہوں بلکہ کسی شخص کے اس کے اپنے جسم کے اعضا بھی کسی دن مناسب دیکھ بھال اور پوری توجہ نہ کرنے کی وجہ سے شکایت کر بیٹھیں گے۔

کئی خیالات ایسے ہیں جو انسان کو مسرور بنا دیتے ہیں، بہت سے احساسات روح میں شراب کا سا اثر پیدا کرتے ہیں۔ لیکن، ایثار سے بڑھ کر نشہ آور شراب کوئی اور نہیں۔

فراخدلی کے فقدان کا مطلب یہ ہے کہ دل کے دروازے بند ہیں۔ نہ تو اندر سے کوئی چیز باہر آسکتی ہے اور نہ باہر سے کوئی چیز اندر جا سکتی ہے۔

زمین اور آسمان پر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو انسان کی دسترس سے باہر ہو، جب خدا بھی اس کی دسترس میں ہے تو کون سی چیز اس سے

حقیقی روحانیت کسی مقررہ دین یا ایمان کا نام نہیں بلکہ روح کو مادی زندگی کی رکاوٹوں سے اونچا اٹھائے ہوئے اعلیٰ وارفع بنانا ہی حقیقی روحانیت ہے۔

حق پرستی، تزکیہ نفس ہے، یہ بہت دلکش اور راحت افزا ہوتی ہے لیکن حق پرستی ہے کیا؟ حق پرستی وہ ہے جسے بتلایا نہیں جا سکتا۔

یا نہ ہونے کا راز ایمان میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

خدا پر بھروسے، نیک نیتی، خود اعتمادی اور امید افزا نظریہ کے ذریعے انسان زندگی میں ہمیشہ اپنی جنگ جیت سکتا ہے خواہ وہ کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو۔

خاموشی زوردار الفاظ کی بہ نسبت زیادہ بلند آواز ہوتی ہے۔ پٹاخہ شور مچاتا ہے کہ میں روشنی ہوں اور ایک لمحہ میں بجھ جاتا ہے، اس کے برعکس ہیرا مسلسل چمکتے رہنے کے باوجود بھی اپنی روشنی کے بارے میں کبھی کوئی لفظ نہیں کہتا۔

بادشاہ کی عظمت آس پاس رہنے والوں کی غلامی سے نہیں بلکہ اس عزت واحترام سے ظاہر ہوتی ہے جس سے وہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔

سوائے خدا کے تمام موجودات کے اعداد اضداد ہیں اسی وجہ سے خدا کو ناقابل فہم بنایا نہیں جا سکتا۔

ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا خدا بنا لیتا ہے لیکن ہم صرف اس کی صورت کا تصور کرتے ہیں، اس کی حقیقی ذات کا نہیں۔ اس طرح ایک ذات واحد سے ہی بہت سارے خدا بنا لیتے ہیں۔

خدا واحد ہے ہم ایک خدا کا تصور کریں یا کئی خداؤں کا یہ تمام اعداد ایک ہی ذات کی توسیع ہیں۔

جب انسانی دل میں خدا کی ذات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا دل ایک ایسا سمندر بن جاتا ہے جس کی لہریں دوست دشمن دونوں کی طرف پھیلتی رہتی ہیں۔

ہٹا لیتا ہوں تو ساری چیزیں میرے علم میں ہوتی ہیں پھر بھی میں ان سے بے تعلق رہتا ہوں اس لیے میں زندگی کے تمام تغیرات سے بلند و بالاتر ہوں۔

اگر میری تعریف اس قدر کی جائے کہ میں زمین سے آسمان پر پہنچا دیا جاؤں، یا میری اتنی مذمت کی جائے کہ میں عظیم ترین بلندیوں سے زمین کی گہرائیوں میں گرا دیا جاؤں تو اس سے میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ میرے نزدیک زندگی ایک سمندر ہے جس میں نیک نامی اور بدنامی کی لہریں ہمیشہ آتی جاتی رہتی ہیں۔

ناکامی سے نہ میری دل شکنی ہوتی ہے نہ حوصلہ شکنی بلکہ اس سے میں زندگی کے مزید اونچے درجے میں پہنچ جانے کے قابل بن جاتا ہوں۔

اگر میں گناہ کو پہچان نہ گیا ہوتا تو نیکی کے حسن سے محظوظ نہ ہو سکتا تھا۔

زندگی کے نقصان کو میں ایسا تصور کرتا ہوں جیسے نیا لباس زیب تن کرنے کے لیے پرانا لباس اتار کر پھینک دیا جائے، اور نیا لباس ہمیشہ پرانے لباس سے بہتر ہوتا ہے۔

میں نے اپنی نیکیوں کی بہ نسبت اپنی خطاؤں سے زیادہ سبق سیکھا ہے، اگر میں ہمیشہ درست کام ہی کرتا رہتا تو میں انسان نہیں بن سکتا تھا۔

باطنی آواز نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا لیکن جب کبھی میں نے اس کی اطاعت نہیں کی، ناکام ہو گیا ہوں۔

صبر وہ سبق ہے جو مجھے اس وقت سے دیا جا رہا ہے جب میں نے اس دنیا میں قدم رکھا ہے۔ اس وقت سے ہی میں نے اس پر عمل کرنے کی کوشش ہے لیکن مجھے ابھی اور بہت کچھ سیکھنا ہے

گاما کائین

جب سے میں نے خود میں اس ذات واحد کو پالیا ہے میں خود کو کسی اور کا ثانی نہیں سمجھتا۔

وہ تمام چیزیں جو میری حیثیت کو پر عظمت بناتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، مجھے میری نظروں میں گرادیتی ہیں، صرف وہ چیز جو مجھے عظمت بخشتی ہے وہ خدا کے تصور کامل میں خود کو پوری طرح بھلا دینا ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز اتنی اچھی یا اتنی اونچی ہے کہ میں اسے حاصل نہیں کرسکتا، اس کے برعکس تمام ممکنہ تحصیلات میری دسترس میں نظر آتی ہیں چونکہ میں اپنے آقا کے تصور کو حاصل کرچکا ہوں۔

کوئی بھی کام کرنا میرے لیے ذلت آمیز نہیں ہے اور کوئی بھی مقام خواہ کتنا ہی پرعظمت کیوں نہ ہو مجھے اس سے زیادہ افتخار دے نہیں سکتا جتنا فخر کہ پہلے ہی مجھے اپنے آقا پر حاصل ہے۔

میرے لیے کوئی محبت باعث عزت اور کوئی نفرت باعث ذلت نہیں، یہ تمام چیزیں من جانب اللہ ہیں۔ زندگی میرے لیے ایک خواب ہے جو مسلسل بدلتا رہتا ہے، جب میں مجازی خودی سے حقیقی خودی کو

میں ہر اس شخص کی جس سے میں ملوں تعظیم کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتا ہوں اور روئے زمین پر ہر شخص سے محبت کرتے ہوئے مجھے خدا سے محبت کا احساس ہوتا ہے۔

زندگی میں مجھے کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ملتی جتنی کہ دوسروں کو خوش کرنے سے ملتی ہے لیکن ہر ایک کو خوش کرنا مشکل ہے۔

میں ان لوگوں سے سیکھنے کے لیے تیار ہوں جو مجھے سکھانا چاہتے ہیں اور انھیں سکھانے کے لیے تیار ہوں جو مجھ سے سیکھنا چاہتے ہیں۔

میں اپنے راستے کی ہر رکاوٹ کو کامیابی کی محرک سمجھتا ہوں۔

مجھے جنت یا پھر دوزخ چاہیے، اعراف نہیں۔

میں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ اپنے ساتھیوں کو سکھانے کا نہیں بلکہ دکھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

باغ عدن سے زمین کو میری جلا وطنی مبارک ثابت ہوئی، اگر میں گرا نہ ہوتا تو مجھے زندگی کی گہرائیوں کو سمجھنے کا موقع ہی نہ ملتا۔

جس لمحہ میں اس دنیا سے رخصت ہوں گا، اس وقت مجھے اپنے مریدوں کی تعداد پر فخر نہ ہو گا بلکہ مجھے اس خیال سے سکون ملے گا کہ میں نے اس کے پیغام کو کچھ انسانوں تک پہنچا دیا ہے اور اس احساس سے میری تسکین ہو گی کہ اس سے انھیں ان کی زندگیوں میں مدد ملے گی۔

میں انسانیت کو بدلنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی ارتقا میں مدد کے لیے آیا ہوں۔

اگر میرے دل پر کوئی ضرب لگتی ہے تو یہ ٹوٹتا نہیں بلکہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا شعلہ میرے لیے مشعل راہ بنتا ہے۔

نہ تو میں کسی کی غلط کاریوں پر ملامت کرتا ہوں اور نہ ہی میں اس سمت اس کی ہمت افزائی کرتا ہوں۔

دوسروں کو مسرت بہم پہنچانے میں میں خدائی خوشنودی محسوس کرتا ہوں اور اپنی غفلت کے لیے میں خود کو خدا کے سامنے قابل مذمت محسوس کرنے لگتا ہوں۔

ہر شخص میرے لیے ایک دنیا کی طرح ہے اور میری روح کی روشنی جو اس پر پڑتی ہے مجھ پر اس کی تمام مشکلات منکشف کرتی ہے۔

نہ تو کوئی چیز حد سے زیادہ اچھی نظر آتی ہے نہ حد سے زیادہ بُری، درویش اور گناہ گار کے درمیان میں مزید کوئی امتیاز نہیں کروں گا کیونکہ بظاہر سب کی زندگی ایک سی نظر آتی ہے۔

ہر ایک انسان کے تعلق سے اپنے عمل کو میں ایک ایسا عمل تصور کرتا ہوں جو خدا کی جانب ہو اور اپنے تعلق سے ہر انسان کے عمل کو میں ایک ایسا عمل تصور کرتا ہوں جو خدا کی جانب سے ہو۔

میں جب تک اپنی باطنی آواز پر عمل کرتا ہوں کامیاب رہتا ہوں لیکن جب کبھی میں کسی دوسرے کے مشورے پر عمل کرتا ہوں تو گمراہ ہو جاتا ہوں۔

میں بس کام کرتا ہوں اور نتائج کے تعلق سے پریشان نہیں ہوتا میں اس کام کو اپنی بہترین صلاحیتوں سے پایہ تکمیل تک پہنچا کر مطمئن ہو جاتا ہوں جو کہ مجھے دیا گیا ہو۔ نتائج کو خدا پر چھوڑ دیتا ہوں۔

زندگی میرے لیے بہت دلچسپ ہے لیکن دنیا سے دور کوئی خلوت کدہ ہی میری روح کی تمنّا ہے۔

جب میں تنہا ہوتا ہوں تو اپنے آپ کو محسوس کرنے اور پہچاننے لگتا ہوں۔

گایتری

صوم

اے خدائے بزرگ و برتر، قادر مطلق، مظہر مطلق
ہر شے پہ طاری ہونے والی اے ذات واحد
ساری حمد و ثنا تیرے ہی لیے ہے۔
ہمیں اپنی آغوش میں لے لے، ہمیں دنیا کی کثافت سے اوپر اٹھا۔
ہم تیرے جمال کی پرستش کرتے ہیں۔
ہم اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتے ہیں۔
اے خدائے رحیم و کریم انواع انسانی کے ائے خدائے تصور کمال
ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔
ہمارے دلوں کو اپنے جمال سے معمور فرما۔
ہماری روحوں کو نور الٰہی سے منوّر فرما،
اے کہ تو، محبت، اتحاد اور جمال کی تکمیل
اے خالق مطلق، پرور دگار عادل

میری گہری آہ دنیا کی پکار بن کر اٹھتی ہے اور اندر سے جواب کی صورت میں ایک پیغام آتا ہے۔

میں زندگی کے سمندر کا مد و جزر ہوں وہ تمام لوگ جو میری لہر کی آغوش میں آجاتے ہیں میں انھیں ساحل پر پہنچاتا رہتا ہوں۔

ہم تیرے ماضی کی پرستش کرتے ہیں، تیری موجودگی ہمارے وجود کو منور کرتی ہے اور مستقبل میں ہم تیری رحمت کے طلبگار ہیں، اے پیغمبر مسیح، نبی، رسولؐ خدا۔

اے کہ تو جس کا دل ہمیشہ اوپر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ایک پیغام کے ساتھ تیرا نزول مثل فاختہ زمین پر اس وقت ہوتا ہے جبکہ زمین کا زوال ہونے لگتا ہے اور تو الہامی کلام کرتا ہے جیسا کہ روشنی ہلال کو بڑھاتی ہے، خدا کرے نور الٰہی کا وہ ستارہ جو تیرے دل میں چمک رہا ہے، تیرے پرستاروں کے دل میں روشن ہو جائے۔

خدا کرے اس کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں روشنی پھیلا کر تمام انسانیت کو خدائی پدریت کی ایک برادری بنا دے۔

آمین

اور ہماری خطاؤں کو بخشنے والے۔
اے خداوند مشرق و مغرب، عالمین و برین وزریں
اور ظاہر و غیر ظاہر مخلوق کے خدا
ہم پر اپنی محبت اور اپنے نور کی بارش فرما۔
ہماری زندگی کا ہر لمحہ ہمیں تجھ سے قریب فرما
تاکہ ہم تیرا لطف و کرم، تیرا جلوہ، تیری دانش
تیری مسرت اور تیرا امن امان پیدا ہوا
(آمین)

صلوٰۃ

اے رحیم و کریم آقا مسیح اور انسانیت کے نجات دینے والے، ہم پوری عاجزی کے ساتھ تجھے سلام کرتے ہیں۔

تو ازلی سبب اور ابدی انجام، از ابتدا تا انتہا۔ نور الٰہی اور روح رہنمائی ہے۔ تیرا نور ہر صورت میں، تیری محبت تمام مخلوق میں، محبت بھری ماں میں، شفیق باپ میں، معصوم بچے میں، مددگار دوست میں، اور فیض رساں مرشد میں ہے۔

ہمیں شری رام، کرشن، شیوؔ، بدھ کے تیرے مقدس ناموں اور صورتوں میں تجھے پہچاننے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں حضرت ابراہیمؑ، حضرت سلیمانؑ، زرتشت، گرونانک، حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت محمدؐ اور دوسرے ناموں اور صورتوں میں جو دنیا کو معلوم یا نامعلوم ہیں تجھے پہچاننے کی توفیق عطا فرما۔

دعا

اے میرے مولا، مجھے ان دنیوی جذبات اور دل بستگی سے بچا، جو
نوع انسانی کو اندھا کر دیتی ہیں۔

اے میرے مولا، مجھے، اقتدار، شہرت اور دولت کی ان رغبتوں سے
بچا جو تیرے تصور پُر جمال سے انسان کو دور ہٹا دیتی ہیں۔

اے میرے مولا! مجھے ان لوگوں سے بچا جو اپنے ساتھی انسانوں کو اذیت
اور نقصان پہنچانے میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں اور جو دوسروں کو رنجیدہ
دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

اے میرے مولا! مجھے رشک و حسد کی اس نظر بد سے بچا جو تیرے
فیاض تحفوں پر لگتی ہے۔

اے میرے مولا! مجھے دنیا کے بچوں کے ہاتھ لگنے سے بچا ورنہ وہ مجھ
سے کھیلیں گے اور پھر آخر میں مجھے توڑ دیں گے جیسا کہ اپنے کھلونوں کو توڑ دیتے ہیں

اے میرے مولا! مجھے ان تمام صدموں سے بچا جو میرے مخالفین کی
تلخی و ترشی اور میرے عزیز دوستوں کی نادانی سے واقع ہوتے ہیں۔

(آمین)

ختم

اے کہ تو محبت، اتحاد، جمال کی تکمیل، آسمان زمین کے مولا، ہمارے دلوں کو اس قابل بنادے کہ ہم تیری آواز سن سکیں۔ جو کہ برابر ہمارے دلِ باطن سے آتی رہتی ہے۔

اپنا نور الٰہی ہم پر آشکارا کر دے جو کہ ہماری روحوں میں پوشیدہ ہے۔ تاکہ ہم زندگی کو بہتر جان سکیں اور سمجھ سکیں۔

اے خدائے رحیم وکریم، ہم کو اپنی نیکی عطا فرما۔

ہمیں اپنی عفو پروری سکھادے۔

ہمیں ان امتیازات اور اختلافات سے بالاتر کر دے۔ جو انسان میں تنزلی پیدا کرتے ہیں۔

ہمیں اپنی روح ربانی کی سلامتی عطا فرما۔

اور ہم سب کو اپنی کامل ہستی میں متحد فرما۔

(آمین)

راگ

تیرے نور نے مرے ذہن کے تاریک گوشوں کو منوّر کر دیا ہے، تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں گھر بنائے ہوئے ہے، تیری اپنی آنکھیں ہی میری روح کا نور ہیں۔ میرا ہر فعل تیری قوت کے زیرِ اثر ہے۔ تیرا امن ہی میری زندگی کی راحت ہے۔ میرا ارادہ تیرے منشا کے مطابق ہے۔ میرے الفاظ میں تیری ہی آواز ہوتی ہے، تیرا نقش ہی میرا چہرہ ہے۔ میرا جسم تیری روح کا ایک غلاف ہے۔ تیرا دم ہی میری حیات ہے۔ اور تیری ذات ہی میری ہستی ہے۔

جہاں کہیں بھی ہم ملیں، پہاڑیوں پر، وادیوں میں، اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر، گھنے جنگلوں میں، ویران رہگزاروں میں، غراتے سمندروں کے ساحل پر اور گنگناتی ندیوں کے کنارے پر، تو میرے دل کے خالی جام کو شراب سے بھر دیتا ہے اور پھر غیر دنیوی جذبات اور سماوی مسرت میرے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

تو نے ہزاروں بار میرا دل جیت لیا ہے، تو رنگا رنگ لباس میں ملبوس ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے، اور ہر لباس میں تو لاثانی ہے۔ کون ایسا

نیاز

اے میرے محبوب مولیٰ اے خداوند
تعالیٰ، میں دعا مانگتا ہوں کہ سورج کی
کرنوں کے ذریعے، ہواؤں کی لہروں
کے ذریعے، فضا پر محیط زندگی کے ذریعے
مجھے پاکیزہ بنادے۔
مجھے نئی زندگی عطا فرما، میرے جسم،
دل اور روح کو شفا عطا فرما۔
(آمین)

تذکر

• اے خدا ہمارے جسموں، دلوں اور روحوں
کے، اے پروردگار، جو کچھ ہمیں تیری شکر
گزاری ملتا ہے، اس میں برکت
عطا فرما۔ (آمین)

دن کی روشنی میں اور رات کی تاریکی میں تو نے مجھے کیا نہیں سکھایا۔
تو نے مجھے سکھایا کہ غلط کیا ہے اور صحیح کس کو کہتے ہیں، تو نے مجھے زندگی کا ہیبت ناک چہرہ دکھایا ہے اور تو نے ہی زندگی کے حسین چہرے کو میرے سامنے بے نقاب کر دیا ہے۔ تو نے مجھے لاعلمی کی تاریکی محض سے دانشمندی کی روشنی دی ہے تو نے میرے بے خیال لمحات کو قوت فکر عطا کی ہے۔

اے میرے محبوب مالک و آقا! تو مجھ سے آنکھ مچولی کھیلتا ہے تو ہی میری آنکھیں بند کرتا ہے اور تو ہی میری آنکھیں کھولتا ہے۔

اے میرے محبوب ہم ایک دوسرے کے روبرو ہوتے ہیں۔ تو میں نہیں جانتا کہ تجھے "میں" کہوں یا خود کو "تو" کہوں، جب تو میرے سامنے نہیں ہوتا تو میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں جب میں تجھے دیکھتا ہوں تو میں معدوم ہو جاتا ہوں جب تو تنہا میرے ساتھ ہوتا ہے تو میں اپنے خوش نصیبی سمجھتا ہوں لیکن جب میں فنا ہو جاتا ہوں تو میں اسے ایک عظیم نعمت سمجھتا ہوں۔

دل کے گوشوں میں تیری صدائے بازگشت سے میری روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ میرے دل سے اٹھتی ہوئی مسرت کی لہریں ایک جال بن جاتی ہیں جس میں تیرا زندہ جاوید کلام آویزاں رہتا ہے۔ میرا دل باہر سے آنے والی ہر آواز سے غافل ہو کر تیرے ہی کلام کا منتظر رہتا ہے۔

اے کہ تو جو میرے دل میں آثار مبارک کی طرح محفوظ ہے، مجھے پھر دوبارہ مخاطب کر، تیری آواز میری روح کو رفعت عطا کرتی ہے۔

اے میرے محبوب جب تو میرے روبرو ہوتا ہے تو میرے بازو پرواز کرنے لگتے ہیں۔ میرا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے لیکن جب میری ادنیٰ

ہے جو اس کمال کاریگری کے ساتھ روئے زمین پر پیدا کردہ تیرے جلوہ کا گرویدہ نہ ہو۔ ہزار دل لباس میں سج کر تو ہی اس جمال میں جلوہ گر ہے۔

تو تمام حسن میں موجود ہے، تو ہی ضو فشاں ہے اور پھر بھی تو اس کشش سے بالاتر ہے، زندگی کے اسٹیج پر تو ہی دوست اور دشمن بن کر اداکاری کرتا ہے، اور تو ہی اس حیرت انگیز ڈرامے کو دیکھتا ہے، اے میرے محبوب میں نے اتنے عرصے تک تیری تلاش کی ہے اور اب اے میرے دل کے جیتنے والے! میں نے تجھے پالیا ہے اور تجھے پانے میں۔ میں نے خود کو کھو دیا ہے۔

اے میرے محبوب! جب میں اپنے گھر سے دور آوارہ پھروں تو، تو مجھے اپنی بانہوں کا سہارا دے دے، میرے دل کو اپنا رباب بنالے تیرے نغمے سن کر میری روح میں جان پڑجاتی ہے۔

اے میرے راجہ اندر! اپنے دربار میں میری پاکیزہ روح کو رقص کرنے دے، اس کی ساری تڑپ صرف تیرے ہی لیے ہے، میرے سر کو اپنے سینے پر رکھنے دے۔ مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لے، تاکہ میرے پیروں تلے جنت رہے۔

میں جدھر بھی دیکھتا ہوں بہت سے مختلف پردوں کے پیچھے مجھے تیرا ہی پیارا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ میری ہم متلاشی نگاہوں کا یہ اعجاز ہے کہ انھوں نے تیرے نورین چہرے سے پردہ اٹھادیا۔ اور تیرے تبسّم نے میرے دل کو ہزار بار جیت لیا۔ تیزی سے سرایت کر جانے والی نظر کی تابانی نے میری تاریک روح کو منور کردیا اور اب مجھے ہر طرف سورج کی ہی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

مجھے اپنی زبان سکھائی ہے اور تیرے قلم سے لکھے گئے حروف کو پڑھنا سکھایا ہے۔

جب میں اپنی حباب نما خودی سے باخبر ہوتا ہوں تو میں تجھے میرا بادشاہ کہہ کر پکارتا ہوں لیکن اے میرے محبوب جب میں تجھ سے باخبر ہوتا ہوں تو میں تجھے "میں" کہتا ہوں۔

اے میرے روح کے بادشاہ میں تیرے رحم اور تیری شفقت کا شکریہ کس طرح ادا کروں، جب میں رات کے اندھیرے میں بیابانوں سے تنہا گزر رہا تھا تو تو نے میرے لیے ہر چیز مہیا کی۔ اپنی مشعل رہنمائی سے تو نے میرے راستے کو روشن کر دیا۔ سنگ دل دنیا کی سرد مہری سے منجمد ہو کر میں تیری پناہ میں آگیا۔ تو نے اپنی بے کراں محبت سے مجھے تسلی دی جب مجھے دنیا میں کہیں سے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے ترا دروازہ کھٹکھٹایا اور تو نے بخوشی میرے ٹوٹے ہوئے دل کی فریاد سُن لی۔

میں نے تیری تلاش کی لیکن تجھے نہ پا سکا۔ میں نے مینار پر کھڑے ہو کر تجھے آواز دی۔ سورج کے طلوع و مغروب ہوتے وقت مندر کی گھنٹیاں بجائیں، بے فیض گنگا اشنان کیا، کعبہ سے مایوس لوٹا، اے میرے محبوب میں نے تجھے زمین پر ڈھونڈا، آسمان پر تلاش کیا آخر کار تجھے میں نے اپنے دل کے صدف میں ہی موتی کی طرح پایا۔

اگر مرنے سے میں تیرے اعلیٰ وارفع حضور تک پہنچ سکتا ہوں تو تو میں ہزار بار مرنے کے لیے تیار ہوں، اگر تیرے پیارے ہاتھوں سے مجھے زہر کا پیالہ بھی ملے تو میں اس زہر کو امرت کے جام پر ترجیح دوں گا اے میرے ذات باری تعالیٰ میرے نزدیک تیرے پیروں کے نیچے

خودی بھی میرے سامنے سر اٹھاتی ہے تو میں زمین پر گر جاتا ہوں اور اس کا تمام بوجھ مجھ پر گر جاتا ہے۔

تیری خوش آہنگ حرکات کے سحر سے مری روح محو رقص ہو جاتی ہے اور میرا دل تیرے رقص کرتے ہوئے قدموں پر تال بجاتا ہے۔

اے میرے دل کے جیتنے والے، تیرے پیارے چہرے کی گہری پذیرائی تمام چیزوں کو میری نظروں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ میرا دل ہزار ہا بار اس کو دہراتا ہے جسے تو اپنی شہنائی میں بجاتا ہے، اس سے میری روح ساری کائنات سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے

مجھ میں اتنی جرأت نہیں کہ میں نظریں اٹھا کر تیرے نظارہ پر جلال کو دیکھ سکوں۔ میں اپنی دل کی جھیل کے کنارے خاموش بیٹھا ہوا اس میں منعکس تیرے نقش کو دیکھتا رہتا ہوں۔

تو مجھے اپنی محبت سے سرفراز کرتا ہے اور تو اپنے حسن کے سحر سے میرا دل جیت لیتا ہے، اے میرے محبوب جب میں تیرے پاس آتا ہوں تو تو مجھ سے کہتا ہے کہ "مجھے نہ چھو"

اپنے دل میں تیرا حسین ترین نقش لیے ہوئے بچکانہ اعتقاد کے ساتھ تجھ سے چمٹ جاتا ہوں، میں نے تیری آغوش میں پناہ کی جستجو کی تھی اور اب میں تری بانہوں میں آکر محفوظ ہو گیا ہوں

اے میرے بادشاہ، تیرے فیاضانہ کاموں کے لیے میں تیرا شکر کس طرح ادا کروں، اے میرے فیاض آقا! ہر وہ عطیہ جو تو نے مجھے عطا کیا ہے انمول ہے، تیری خاموش پھونک کے ذریعہ میرے دل کی چنگاری سے ایک شعلہ دھک اٹھتا ہے۔ تو میری بے آواز پکار کو بھی سنتا ہے تو نے

تیرے تبسم نے میرے مردہ دل میں پھر سے زندگی پیدا کردی ہے میری زندگی و موت تیرے اعجازِ نظر کی کرم فرمائی یا بے التفاتی پر منحصر ہے۔

اے ساقی مجھے ایک اور جام عطا کر جو میرے لیے تمام زندگی سے جو کہ میں بسر کر چکا ہوں زیادہ قابل قدر ہوگا۔

کی گرد بھی ساری دنیا کے خزانوں سے زیادہ قابل قدر ہے، اگر میرا سر تیری جائے رہائش کی مٹی کو بھی چھو سکتا ہے تو میں فخر سے تاج خسروی کو بھی ٹھکرا دوں گا۔ میرے حساس دل میں اگر تیری یاد کی تڑپ بھی زندہ رہے تو دنیا کی ساری لذتیں بخوشی قربان کردوں گا۔

تیرے ساتھ گزاری ہوئی ایک لمحہ کی بھی زندگی، تیرے بغیر گزاری ہوئی ایک طویل زندگی سے زیادہ قیمتی ہے۔

مجھ پر جب تیری نظر کرم ہوتی ہے تو میں ساری زندگی کا درد وغم بھول جاتا ہوں، میں وقت کے تابع نہیں ہوں تیرے نظارہ برجمال کی ایک جھلک بھی مجھے جاوداں بنا دیتی ہے۔

تجھ پر ہی مجھے ناز ہے، جب میں اپنی ننگ دامن خودی کو پہچان لیتا ہوں تو میں تمام مخلوقات میں خود کو سب سے حقیر ترین سمجھتا ہوں۔

اے کہ تو جو میری زندگی کے پودے کا بیج ہے، اب تک تو میری غنچہ نما روح میں پوشیدہ تھا، لیکن اے میرے ثمرِ حیات اب میرے دل کی شگفتگی کے بعد تو نمایاں ہو چکا ہے۔

مجھے اپنے باغ میں ایک بے زبان پودے کی طرح پروان چڑھنے دے تاکہ میرے پھول اور پھل میرے خاموش ماضی کا افسانہ سنا سکیں۔

تیری توفیق پر میری روح رقص کرتی ہے، ہوا کی سرسراہٹ میں مجھے شہنائی سنائی دیتی ہے، سمندر کی لہریں میرے رقص کرتے پیروں کے لیے ساز وآہنگ فراہم کرتی ہیں۔ اے میرے محبوب ساری کائنات میں مجھے تیرا ہی ساز سنائی دیتا ہے، عالم رقص میں میری روح اپنی مسرت کا نغمہ سناتی ہے۔

مبارک ہیں وہ جو خدا پر نازاں ہیں کیونکہ وہی بہشت کی بادشاہت کے وارث ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو لطف وعنایت کی صورت میں بخوشی ایثار وقربانی دیتے ہیں۔

فی الحقیقت اس دل پر جو خدا کی محبت کا آرزومند ہے، قیامت کے دن عزت وعظمت کا تاج ہوگا۔

فی الحقیقت وہ دل معراج سے سرفراز ہوگا جو ہمیشہ نام پاک کا ورد کرتا رہتا ہے

فی الحقیقت وہ دل منور ہے جو الہیانی نور کو منعکس کرتا ہے۔

فی الحقیقت وہ دل آزاد ہے جو الہیاتی کلام کا جواب دہ ہوتا ہے۔

فی الحقیقت وہ دل مبارک ہے جسے الہیاتی امن وامان میسر آگیا ہو۔

فی الحقیقت رحمت ہر شخص کے لیے ہے۔ کیونکہ ہر شخص خواہ اس کا ایمان ویقین کچھ ہی کیوں نہ ہو خدا ہی کا بندہ ہے۔

فی الحقیقت وہ شخص قابل رشک ہے جو محبت کرتا ہے اور اس کا صلہ نہیں مانگتا۔

فی الحقیقت ہر شخص حق کا ہی متلاشی ہے۔

فی الحقیقت زندگی میں وہی شخص کامیاب ہوگا جو پرامید ہے۔

فی الحقیقت زندگی ایک پیکار مسلسل ہے اور صرف وہی شخص فاتح ہے جس نے اپنے آپ پر فتح پالی ہو۔

فی الحقیقت وہ سب کچھ اچھا ہے جو مسرت کی طرف لے جاتا ہے

فی الحقیقت وہ انسان روحانی ہے جو انسانی احساسات وجذبات کا

سُرمہ

مبارک ہے وہ جس نے زندگی میں اپنی زندگی کے مقصد کو پالیا ہے۔
مبارک ہے وہ جو اپنی روح کے مسکن میں سکونت پذیر ہوگیا ہے۔
مبارک ہے وہ جو اپنے بینار دل کی آواز سنتا ہے۔
مبارک ہے وہ جو اپنی روح کے ستارے کو اس طرح دیکھتا ہے۔
جیسے سمندر سے بندرگاہ کی روشنی دیکھی جاتی ہے۔
مبارک ہیں وہ معصوم لوگ جو یقین کرتے اور ایمان رکھتے ہیں۔
مبارک ہیں وہ لوگ جو سچائی کے مقصد کو صبر و تحمل سے آگے بڑھاتے ہیں اور تھکتے نہیں۔
مبارک ہیں وہ لوگ جو ڈرتے ہیں کہ ان کے خیال، لفظ یا فعل سے کہیں دوسروں کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے۔
مبارک ہیں وہ دوست جو مخلص ہیں اور وہ لوگ جن کی زندگی کا مقصد وفا شعاری ہے۔
مبارک ہیں وہ لوگ جو دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی نظروں سے بھی۔

بن جاتا ہے

فی الحقیقت روح نہ پیدا ہوتی ہے نہ مرتی ہے، نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا، گناہ اس کو چھو بھی نہیں سکتا نا ہی نیکی سے اس کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور ما بقی جو کچھ ہے وہ اس کا غلاف ہے، جیسا کہ روشنی پر کوئی فانوس۔

جب انسان خاموش ہو جاتا ہے تو پھر خدا بولنے لگتا ہے۔

بجز خدا کے کوئی استاد نہیں، ہم سب اسی سے سیکھتے ہیں۔

روح اپنے عروج کے سفر میں ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں وہ انا الحق پکار اٹھتی ہے۔

اس وقت جب کہ ہم اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہوں، اگر ہمارا ضمیر کہے کہ "تم سچے ہو" تو یہ اس تمام دولت سے جو کہ ہم زندگی میں کماتے ہیں اور ان تمام دوستوں سے جنھیں ہم زندگی میں اپنی جانب راغب کرتے ہیں بہتر ہے

روحانی حصول، اس ذات کامل سے باخبر ہونا ہے جو دل میں موجود ہے۔

خود ارادیت روح کی عافیت ہے لیکن جب نفس امارہ خود ارادیت کا اظہار کرتا ہے تو روح بجائے عروج پانے کے زوال پذیر ہو جاتی ہے روح اس وقت خود الادیت کے اہل ہو جاتی ہے جب کہ روح عروج پا گئی ہو۔ "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں۔"

پاس و لحاظ کرتا ہے۔

فی الحقیقت وہ انسان دنیا سے عظیم تر ہے جو دنیا کو اپنے قابو میں رکھتا ہے اور وہ جو دنیا کے بس میں ہو حقیر ہے۔

روحانی حصول گویا خود اپنے ساز کو اونچی آواز سے ہم آہنگ کرنا ہے

برائی سائے کی مانند ہے جو ظاہر تو ہوتا ہے مگر وجود نہیں رکھتا۔

گوشت کی نہیں بلکہ شعلے کی زبان سچ بولتی ہے۔

ایمان وہاں لے جاتا ہے جہاں عقل پہنچنے سے قاصر رہتی ہے

معاملات زندگی میں احتیاط کی حد ہوتی ہے اور خدا کی ذات پر ایمان رکھنا اس حد کی افق ہے۔

آتشیں شیشہ، سورج کے دل کو منعکس کرتا ہے، قلب مستغرق سے الٰہیاتی اوصاف منعکس ہوتے ہیں۔

کسی شخص کی روحانی ترقی کی رفتار اس کی اپنی زندگی کی لے پر منحصر ہوتی ہے۔

وہ تمام چیزیں جنھیں خدا کی ذات میں ڈھونڈا جاتا ہے، جیسے نور، زندگی طاقت، مسرت، اور امن وسکون یہ سب کی سب حق پرستی میں ملتی ہیں۔

سچائی خدا کا ثبوت ہے اور خدا سچائی کی دلیل ہے

سچائی اور جھوٹ میں اس قدر مشابہت ہے جتنی کہ کسی شخص اور اس کے سایہ میں۔ بس فرق اتنا ہوتا ہے کہ اول الذکر میں زندگی پائی جاتی ہے اور موخرالذکر میں نہیں۔

فی الحقیقت جب انسان دنیا سے بالاتر ہو جاتا ہے تو دنیا اس کے زیر پا ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ دنیا میں ملوث ہو جاتا ہے تو وہ دنیا کا غلام

وہ شخص جو زیادہ برائی کے بدلے کم برائی کرے معمولی آدمی ہے وہ جو برائی کے تبادلے میں توازن رکھنے کی کوشش کرتا ہے فاسق ہے اور وہ جو کم برائی کے بدلے زیادہ برائی کرے ابلیس ہے مگر جو بھلائی کا بدلہ برائی سے دے یہاں اس کے لیے کوئی نام نہیں۔

وہ شخص جو خود کو بیوقوف بنائے جانے سے محفوظ رکھتا ہے چالاک انسان ہے، وہ جو خود کو بیوقوف بنانے کا کسی دوسرے کو موقع نہیں دیتا عقلمند انسان ہے، وہ جو دوسروں کی جانب سے بیوقوف بنایا جاتا ہے احمق ہے لیکن وہ جو دانستہ طور پر خود کو بیوقوف بنانے کا موقع دیتا ہے اہل اللہ کے کردار کا مظہر ہے۔

اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ لوگ آپ کی اطاعت کریں تو آپ خود اپنی اطاعت کرنا سیکھیں، اگر آپ کی یہ خواہش ہے لوگ آپ پر یقین کریں تو آپ خود پر یقین کرنا سیکھیے۔ اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کی عزت کریں تو آپ خود اپنی عزت کرنا سیکھیے، اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ لوگ آپ اعتماد کریں تو آپ خود پر اعتماد کرنا سیکھیں۔

انسان اپنے خلوص سے سچائی کا، دل کی سخاوت سے شرافت کا، رواداری سے دانشمندی کا، زندگی کے ناگوار اثرات کی مسلسل برداشت سے اپنی بزرگی کا ثبوت دیتا ہے۔

وہ شخص بہادر ہے جو جرأت مندی سے تمام چیزوں کا تجربہ کرتا ہے۔ وہ بزدل ہے جو کسی نئی سمت میں قدم اٹھانے سے گھبراتا ہے، وہ بیوقوف ہے جو عیش و عشرت کی موجوں میں بہہ جاتا ہے، وہ دانشمند ہے جو تمام چیزوں کا تجربہ کرتا ہے پھر بھی اس راہ پر چلتا ہے جو اسے اپنی منزل

تال

خاموشی پُرجوش انسانوں کے ہونٹوں پر ایک قفل کی طرح ایک دوسرے سے روگرداں دلوں کے درمیان ایک روک کی مانند، بیوقوفوں کے درمیان گھرے عقلمند کے لیے ایک ڈھال کی مثال، عالم کے سامنے ناخواندہ لوگوں کے چہروں پر نقاب کا کام انجام دیتی ہے۔

بعض لوگ کامیابی کے مالک ہوتے ہیں اور بعض اس کے غلام۔ کامیابی اس کا تعاقب کرتی ہے جو اس سے بے نیاز ہوتا ہے اور یہ اس کی گرفت میں نہیں آتی جو اس کا تعاقب کرتا ہے۔

خدا کی محبت عفو و درگذر ہے اور بندہ کی محبت پرستش ہوتی ہے

وہ شخص جو کم بھلائی کے بدلے زیادہ بھلائی کرے نیک انسان ہے، اور وہ جو زیادہ بھلائی کے بدلے کم بھلائی کرتا ہے خود غرض ہے وہ جو بھلائی کے تبادلے میں توازن رکھنے کی کوشش کرتا ہے ایک عملی انسان ہے لیکن وہ جو برائی کے بدلے بھلائی کرتا ہے وہ ولی ہوتا ہے۔

کا اظہار کرتا ہے۔ وہ جو یہ کہتا ہے کہ "میں معاف نہیں کر سکتا" اپنی عدم تکمیل کو ظاہر کرتا ہے۔

جو خود اپنے لیے ناکام رہا وہ سب کے لیے بھی ناکام ہوا جس نے خود پر فتح پالی اس نے سب پر فتح پالی۔

وہ شخص خوش حال ہے جو دوسروں کے لیے بھلائی کرتا ہے، اور وہ شخص بدحال ہے جو دوسروں سے بھلائی کی توقع رکھتا ہے۔

وہ محبت جو ترقی پذیر ہو دریا کے آب رواں کی طرح شیریں ہوتی ہے مگر وہ محبت جو ترقی پذیر نہ ہو سمندر کے کھارے پانی کے مانند ہوتی ہے۔

خدا کے متلاشی دو قسم کے ہوتے ہیں، وہ جو اسے بناتے ہیں اور وہ جو اسے مٹاتے ہیں۔

ہر وہ خیال، قول اور فعل جو فطری، معقول اور محبت بھرا ہو، نیکی ہے، اور وہ جو اس سے خالی ہو گناہ ہے۔

دوسروں سے دھوکا کھا جانا بیوقوفی ہے، سب چیزوں کو دیکھنا ان کو سمجھنا اور پھر ان تمام چیزوں سے نظریں ہٹا لینا جنھیں نظر انداز کیا جانا چاہیئے، عقلمندی ہے۔

خود انسان ہی اپنی موت کا باعث ہوتا ہے، اس کی روح ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے ہے۔

زندگی قید ہے جس سے موت ہی نجات دلاتی ہے۔

خدا پر اعتقاد ایندھن ہے، خدا کی محبت چمک ہے اور خدا کی پہچان الہیاتی نور کا شعلہ ہے۔

مقصود پر لے جاتی ہے۔

جیل کے داروغہ کی حالت، خود قیدی سے بدتر ہوتی ہے کیونکہ قیدی کا جسم اگر قید میں ہوتا ہے تو داروغہ کا دماغ جیل میں ہوتا ہے

زندگی ایک منصفانہ تجارت ہے جس میں ہر چیز کا حساب کتاب وقت پر ہوتا ہے، آپ جو کچھ اس سے لیتے ہیں جلد یا بدیر آپ کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، بعض چیزوں کے لیے ہوسکتا ہے کہ آپ کو پیشگی ادا کرنا پڑے، بعض چیزوں کے لیے وصولیابی کے وقت اور بعض چیزوں کے لیے بعد میں جب کہ فرد حساب پیش کی جاتی ہے۔

مالک وہ ہے جو خود کو اپنے قابو میں رکھتا ہے، استاد وہ ہے جو خود کو سبق دیتا ہے، حاکم وہ ہے جو خود پر حکومت کرتا ہے۔

وہ شخص جو کہ بدی سے ڈرتا ہے بدی کا شکار ہو جاتا ہے، وہ جو بدی کا عادی ہو جاتا ہے اس کا غلام بن جاتا ہے، وہ جو بدی سے آشنائی رکھتا ہے اس کا مرید ہو جاتا ہے، وہ جو بدی سے سبق حاصل کرتا ہے اور وہ جو اس سے گزر کر اس سے بلند و بالا ہو جاتا ہے، اس کا مالک اور فاتح بن جاتا ہے۔

احمق انسان، اپنی قوت ہاضمہ سے زیادہ کھاتا ہے، اپنی سکت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے، درخت کی وہی شاخ کاٹتا ہے جس پر وہ بیٹھا ہوتا ہے۔ اور خود اپنے ہی راستے میں کانٹے بچھاتا ہے۔

وہ جو کہتا ہے کہ "میں برداشت نہیں کرسکتا" ادنیٰ ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ وہ جو یہ کہتا ہے کہ "میں ضبط نہیں کرسکتا" اپنی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ جو یہ کہتا ہے کہ "میں میل جول نہیں رکھ سکتا" اپنے محدود ہونے

سائنس جس کا اعلان نہیں کر سکتی مصوّری اس کو تجویز کر سکتی ہے، مصوّری جس کی تجویز کرتی ہے شاعری اسے پر زور آواز میں پیش کرتی ہے لیکن شاعری جن الفاظ کو پیش کرنے سے قاصر ہے، موسیقی اس کا اظہار کر سکتی ہے۔

وہ شخص جو کارِ خیر کا کوئی موقع نہیں کھوتا نیک انسان ہوتا ہے اور وہ جو ایسے مواقع کی طرف دوڑے اس سے بہتر ہے لیکن وہ جو کارِ خیر انجام دینے کے موقع کی تاک میں رہے مبارک انسان ہے۔

وہ شخص جو انسانی عقل کو متوجہ کرتا ہے اور ذہن انسانی کو جھنجھوڑتا ہے مقرّر ہے۔ وہ شخص جو انسانی جذبات کو چھوتا اور انسانی دلوں میں اتر جاتا ہے مبلغ ہوتا ہے لیکن جو اپنے سامعین کی روحوں میں اتر جائے رسول ہوتا ہے جو ان کی روحوں میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

جوش دھواں ہے، اور جذبہ محبت کی آگ کی تابش ہے ایثارِ نفس وہ شعلہ ہے جو راستہ کو روشن کرتا ہے۔

جس نے خرچ کیا اس نے استعمال کیا اور جس نے جمع کیا اس نے کھودیا، لیکن وہ جس نے دیا اس نے اپنے خزانے کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

وہ کہ جو حق سے واقف نہیں ہے بچہ ہے، وہ جو متلاشئ حق ہے، نوجوان ہے اور وہ جس نے حق کو پالیا ہے ایک بزرگ روح ہے۔

زندگی میں جو کچھ آپ کے پاس ہے اس پر قناعت کیجیے اور جو کچھ آپ کے پاس نہیں اس پر شکر ادا کیجیے کہ یہ باعث بے فکری ہے لیکن جس چیز کی ضرورت ہو اسے حاصل کرنے کی کوشش کیجیے اور زندگی کے

پہلی ولادت انسان کی پیدائش ہے، دوسری ولادت خدا کی پیدائش ہے

جو کہ برہما برسوں میں پیدا کرتا ہے، وشنو ایک دِن میں اس سے لطف اندوز ہوتا ہے، اور شیو اسے ایک لمحہ میں تباہ کر دیتا ہے۔

کامیابی، کامیابی کی طرف لے جاتی ہے اور ناکامی کے ساتھ ناکامی رہتی ہے۔

تعلق کی گرہ باندھنا آسان ہے لیکن جب آپ اسے کھولنا چاہیں تو یہ مشکل ہو جاتا ہے۔

اچھا اچھے کی تعریف کرتا ہے مگر بُرا بُرے سے لڑتا ہے۔

دوسروں سے لڑنا جنگ بن جاتا ہے مگر اپنے آپ سے جد وجہد کرنے سے امن وسکون حاصل ہوتا ہے۔

تخت کے نیچے سانپ پلتے ہیں۔ اور تاج کے اندر بچھو پرورش پاتے ہیں۔

اگر آپ میں لطافت اور ذہانت ہو تو یہ ایک فطری بات ہے۔ لیکن آپ اگر سادہ لوح اور دانشمند ہوں تو یہ ایک راز ہے۔

ہمیں ماضی کو فراموش کرنا، حال کو قابو میں رکھنا اور مستقبل کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔

پہاڑوں کو توڑ کر گزرا جا سکتا ہے، سمندر کو عبور کیا جا سکتا ہے، ہوا میں راستہ بنایا جا سکتا ہے مگر ایک ایسے شخص کے ساتھ کام کرنے کا کوئی راستہ نکالنا مشکل ہے جو اپنے کردار میں پختہ ہو چکا ہو، جو اپنے خیالات کی گہرائیوں میں کھو چکا ہو اور جو زندگی کے متعلق اپنے ایک خاص مقررہ نقطہ نظر پر قائم ہو۔

وہ زندہ ہے جس کا جذبہ ہمدردی بیدار ہے، اور وہ مردہ ہے جس کا دل خوابیدہ ہے۔

آنکھ بند کئے ہوئے آپ جو تخلیق کرتے ہیں، آپ کی عقل اسے تباہ کر دیتی ہے آپ کا استدلال جو تخلیق کرتا ہے اسے آپ کی لاعلمی تباہ کر دیتی ہے۔

انسان اپنی مثال آپ ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے لیے سب کچھ جھوٹ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو اس کے لیے سب کچھ سچا ہے

ہر لمحہ سے بہتر طریقے پر استفادہ کرنے کی کوشش کیجیے۔

چٹان کو تراشا اور چمکایا جا سکتا ہے، سخت دھات کو پگھلایا جا سکتا ہے لیکن ایک بے وقوف کے ذہن سے کام لینا بہت مشکل ہے۔

محبت کے جسم سے تبادلہ اور محبت کے دل سے فیض رسانی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن محبت کی روح نفس کشی پیدا کرتی ہے۔

دوسروں کی ہمدردی کے لیے اپنے دل کو موم کی طرح نرم بنائیے لیکن بیرونی خدمات کو برداشت کرنے لیے اسے چٹان کی طرح سخت بنا لیجیے۔

راہ آزادی، اسیری کی منزل کی جانب لے جاتی ہے، نظم و ضبط کی پابندی کا راستہ ہی منزلِ آزادی کی طرف جاتا ہے۔

حال، ماضی کا عکس ہوتا ہے اور مستقبل، زمانہ حال کی صدائے بازگشت۔

طاقت سے طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، اور کمزوری زیادہ کمزوری لاتی ہے

ترجمہ خیال کی تجسیم نو ہے اور ترجمانی قالب نو۔

وہ شخص اپنے آپ میں فضول پریشان ہوتا ہے جو یہ سوچتا ہے کہ دوسرے ایسے کیوں ہیں جیسا کہ انھیں ہونا چاہیے لیکن وہ شخص درست ہے جو اپنے طور پر یہ فکر کرتا ہے کہ وہ ایسا کیوں نہیں ہے جیسا کہ ہونا چاہیے۔

وہ جو اپنے نصب العین کے لیے اپنی فطرت سے لڑتا ہے درویش ہے۔

وہ جو اپنے نصب العین کو اپنے حصول حقیقت کے تابع بنا دے مرشد ہے۔

فرشتہ سیرت روح کے لیے محبت کا مطلب تعظیم ہوتا ہے، جن صفت روح کے لیے محبت کا مطلب تحسین ہوتا ہے، انسانی روح کے لیے محبت کا مطلب رغبت اور حیوانی روح کے لیے محبت کا مطلب جوش ہوتا ہے۔

اے گل لالہ! تو نے کس لیے لب کشائی کی ہے؟

— خاموشی میں میں نے جو سیکھا اس کے اظہار کے لیے۔

تم نے کیا سیکھا؟

— خود کو ایک جام تہی بنا لینا۔

اے گل مریم! تیری پتیاں کس چیز کی علامت ہیں؟

— رقص کے دل آویز حرکات کی۔

تیرا رقص کس چیز کی علامت ہے؟

— آسمان کو زمین کے خراج عقیدت کی۔

اے گل داؤدی! زمین سے تم اس قدر قریب کیوں رہتے ہو۔؟

— کیونکہ زمین دار الفناء ہے۔

اے گل داؤدی! تم کس کلام پاک کی تبلیغ کرتے ہو۔؟

— مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں، کیونکہ وہی زمین کے وارث ہونگے۔

اے گل داؤدی! تم یہاں کس لیے رہتے ہو۔؟

— زمین پر آسمان کا عکس پیش کرنے کے لیے۔

اے گل داؤدی! تمھارا روز کا کام کیا ہے۔؟

روندے گئے دلوں کو دلاسا دینا۔

اے گل داؤدی! تم یہاں صحن کلیسا میں کیا کر رہے ہو؟

— ہم خدا کی مخلوق کے پیروں پر سر جھکائے ہوئے اسکی عبادت کرتے ہیں۔

اے ناگ پھنی! تیرے کنارے خار دار کیوں ہیں؟

— میں خبیث آدمی کی زبان ہوں۔

تانیں

اے گل آفتاب شبنم! ایسا کیوں ہے کہ کوئی بھی پتنگا جب تیرا بوسہ لیتا ہے تو فوراً فوت ہو جاتا ہے؟

— میں اسے اسقدر چاہتی ہوں کہ اپنے اندر ضم کر لیتی ہوں۔

اے گل آفتاب شبنم! تو نے یہ فلسفہ کہاں سے سیکھا؟

— ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آواز نے مجھ سے کہا: "میں ہی محبت ہوں اور میں ہی زندگی ہوں اور جو کوئی بھی میرے قریب آتا ہے میں اس سے بغلگیر ہو جاتی ہوں اور اسے اپنے وجود میں ضم کر لیتی ہوں"

اے گل زعفرانی! تم کیا ہو؟

— میں زمین کی معمولی روشنی ہوں۔

اے گلاب کی کلی! ساری رات تو نے کیا کیا؟

— اپنے دل کی کشادگی کے لیے خدا سے دست بستہ دعا کرتی رہی۔

اے کنول! تمھارا یہ سفید پیراہن کس چیز کی علامت ہے؟

— اس جھیل کے خلوص دل کی۔

اے صنوبر کے درختو! تمھاری شاخیں کس چیز کی علامت ہیں۔؟

—— دنیا پر برکت نازل کرنے کے لیے آسمان سے پھیلے ہوئے ہاتھ کی

اے صنوبر کے درختو! تم کس لیے بنائے گئے ہو۔؟

—— ہم، فطرت میں خدا کی پرستش کرنیوالوں کی عبادت گاہیں ہیں۔

اے صنوبر کے درختو! مجھے اپنی زندگی کا راز بتاؤ ؟

—— ہم صلیب پران روحوں کے سائے ہیں جو صبر و تحمل سے اپنی نجات کی ساعت کے منتظر ہیں۔

اے سوکھی لکڑیو! لوگ تمھیں کیوں جلاتے ہیں۔؟

—— اس لیے کہ میں مزید پھل نہیں دے سکتی۔

اے طوفان برق و باراں! کونسی چیز تمھیں یہ جذبہ عطا کرتی ہے۔؟

—— زمین کے تئیں میرا جذبہ محبت۔

اے ماہ کامل! تم یہاں سے کہاں جاؤ گے۔؟

—— خلوت میں۔

ماہ کامل ہونے کے باوجود تم خلوت میں کیوں جاتے ہو۔؟

—— اپنے آپ کو ایک تہی جام بنانیکے لیے تاکہ پھر سے بھر دیا جاؤں۔

اے گرجا کے گھنٹے تو کس بات کا اعلان کرتا ہے۔؟

—— میں اعلان کرتا ہوں کہ ہر وہ سُر جو میری طرح گونجتا ہے ہر طرف خدا کا پیغام پہنچاتا ہے۔

اے گرجا کے گھنٹے! تجھے کیا چیز متحرک بناتی ہے۔؟

—— خدا کا کلام۔

اے لوبان! عبادت کے وقت تو زیر لب کیا کہہ رہا تھا؟

اے ناگ پھنی! تیری ڈنڈی اس قدر خار دار کیوں ہے؟

میں بدکار کا ہاتھ ہوں۔

اے ناگ پھنی! تیری پتیوں پر بھی کانٹے کیوں ہیں۔؟

—— میں ایسے موذی انسان کا دل ہوں جو دوسروں کو اذیت پہنچانے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

اے خوبصورت اجلے پھولو! تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟

—— ہم تمھارے راستے کی قندیلیں ہیں۔

لیکن تم نے اپنے تیز چبھنے والے کانٹے کہاں سے پائے؟

—— آسمان سے پھول اور زمین سے کانٹے۔

اے گلاب کی جھاڑی! تم کیا ہو، دوست یا دشمن؟

—— میں دونوں ہوں، میرے پھول دوست کی دلنوازی اور میرے کانٹے دشمن کا ڈنک ہیں۔

اے گندم کے دانو! تم اتنے قریب قریب کیوں اُگتے ہو۔؟

—— اتحاد ہماری طاقت ہے، یہی وجہ ہے کہ تم ہمارے اندر اپنی زندگی کی غذائیت ڈھونڈتے ہو۔

اے کھجور کے درخت! تیرے پھیلے ہوئے ہاتھ کس چیز کی علامت ہیں؟

—— جب میں دعا مانگتا ہوں تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہوں اور پھر اس کی برکت دنیا تک پہنچا دیتا ہوں۔

اے صنوبر کے درختو، تم کیا ہو۔؟

—— ہم ان درویشوں کے خیالی پیکر ہیں جنھوں نے جنگلوں کی تنہائی میں شب بیداری کو زندگی پر ترجیح دی۔

تیری جائے سکونت کہاں ہے۔؟

—— اپنے پرستار کے دل میں

تو کہاں جمع ہوتی ہے۔؟

—— جہاں میرا گرم جو استقبال ہو۔

تیرا قیام کہاں ہے؟

—— جہاں میری پوجا ہو۔

اے دولت تو کسے تلاش کرتی ہے۔؟

—— اسے جو مجھے تلاش کرتا ہے۔

اے دولت! تو کس کی اطاعت کرتی ہے؟

—— اس کی جو مجھ سے بے نیاز ہو گیا ہو۔ میں اس کی غلام بنجاتی ہوں اور اس کے قدموں میں دھول کی مانند پڑی رہتی ہوں۔

اے ابلیس! تیرا مقام کہاں ہے؟

—— منشکی کی آنکھوں میں، تیز و طرار زبان میں، گپ شپ کرتے منہ میں، راز جُو کانوں میں، کاہل ہاتھوں میں، بے چین پیروں میں خبیث جسم میں، مکّار ذہن میں، تلخ دل میں اور تاریک روح میں۔

اے شیطان! تو خود کو کس طرح ظاہر کرتا ہے۔؟

—— آنکھ مارنے میں، تضحیک آمیز تبسّم میں، ضرب لگانے ہوئے الفاظ میں اور جھوٹے آنسوؤں میں۔

کیوں —— تو کیا ہے؟

—— میں بھوکے دل کی پکار ہوں۔

کیوں —— تو کس چیز کی علامت ہے؟

—— کوئی دعا خدا تک پہنچ نہیں سکتی جب تک یہ دکھتے ہوئے دل سے نہ اٹھے۔

اے لوبان! تو نے گرجا میں کس چیز کی تبلیغ کی۔؟

—— وہ شخص جو دوسروں کے مفاد کی خاطر دکھ درد جھیلتا ہے اس فانی دنیا سے بالاتر ہو کر لافانیت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے

اے لوبان! تیری خوشبو کس چیز کی علامت ہے۔؟

—— میری خوشبو، میری قربانی کی گواہی دیتی ہے۔

اے لوبان! مجھے یہ بتلا کہ تیری فطرت میں کیا چیز پوشیدہ ہے،؟

—— میرا دل آگ کی آزمائش سے دوچار ہوتا ہے، تب میری پوشیدہ خوبی کا اظہار ہوتا ہے۔

اے لوبان! مجھے اپنی ہستی کا راز بتاؤ؟

—— میں خدا کے اس عاشق کا دل ہوں جس کی گہری آہ نکلتی ہے تو اپنے چاروں طرف خوشبو پھیلا دیتی ہے۔

اے دولت تو کس چیز کی علامت ہے؟

—— میں دلوں کی مہر ہوں جس دل پر ایک بار میری مہر لگ جاتی ہے تو پھر اسے میرے سوا کسی سے محبت نہیں ہوتی۔

جب تو رخصت ہو جاتی ہے تو تیرے عاشق کا حشر کیا ہوتا ہے۔؟

—— میں اپنے عاشق کے دل پر ایک نشان چھوڑ جاتی ہوں جو ہمیشہ کے لیے ایک زخم بن کر رہ جاتا ہے۔

اے دولت! تجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟

—— دست بدست گشت کرنا۔

—— میں بند دروازے پر دستک دینے والا ہوں۔

کیوں — تو کس چیز کا نمایندہ ہے ؟

—— اس الو کا جو دن میں دیکھ نہیں سکتا۔

کیوں — تیری شکایت کیا ہے۔؟

—— ذہن کی جھنجھلاہٹ۔

کیوں — تیری حالت زندگی کیا ہے۔؟

—— میں ایک تاریک کمرے میں بند ہوں۔

کیوں — تیری قید کی مدت کیا ہے۔؟

—— تمام رات۔

کیوں — تو اتنی بے چینی سے کس کا منتظر ہے۔؟

—— طلوع صبح کا۔

کیوں — تو خود ہی اس جواب پر جو تو چاہتا ہے، ایک نقاب ہے ؟

اے دیا سلائی — جب میں نے تجھے جلایا تو تو نے کیا کہا ؟

—— کیوں ؟